جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلّہ

لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

القران الحکیم ۱۲:٦٥
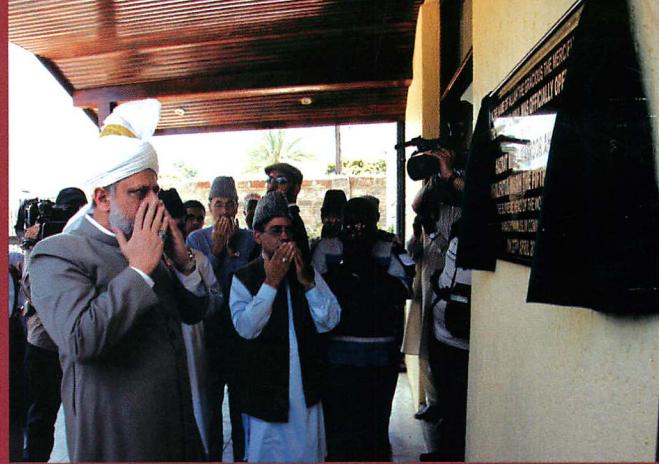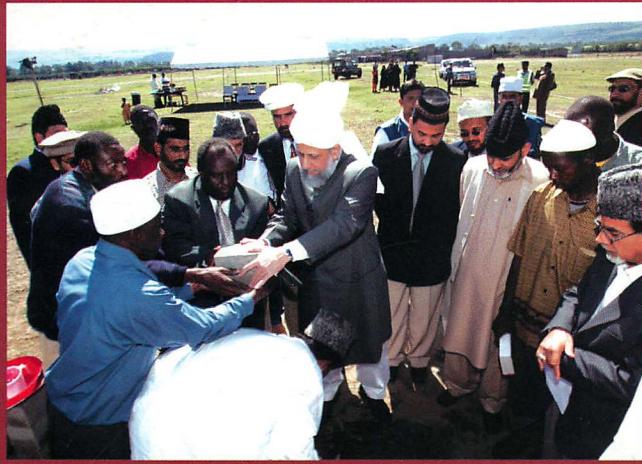
النور

خلافت نمبر

هجرت-احسان ۱۳۸۳ھش
مئی - جون ۲۰۰۵ء

حضرت خلیفة المسیح الخامس ایده الله تعالیٰ بنصره العزیز کے مشرقی افریقہ کے ممالک کے تاریخی دورہ کے چند مناظر

مئی ۲۰۰۵ء

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مشرقی افریقہ کے ممالک کے تاریخی دورہ کے چند مناظر

مئی ۲۰۰۵ء

لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

(القرآن 12:65)

النــــــور

مئی۔جون 2005

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، تعلیمی، تربیتی اور ادبی مجلّہ

فہرست

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۚ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۝

(الانعام:134)

اور تیرا ربّ غنی اور صاحبِ رحمت ہے۔ اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور تمہارے بعد جسے چاہے جانشین بنا دے جس طرح اس نے تمہیں بھی ایک دوسری قوم کی ذریّت سے اٹھایا۔

نگرانِ اعلیٰ :

ڈاکٹر احسان اللہ ظفر

امیر جماعت احمدیہ ، یو۔ایس۔اے

مدیرِ اعلیٰ :

ڈاکٹر نصیر احمد

مدیر :

ڈاکٹر کریم اللہ زیروی

ادارتی مشیر :

محمد ظفر اللہ ہنجرا

معاون :

حسنیٰ مقبول احمد

لکھنے کا پتہ :

Editors Ahmadiyya Gazette

15000 Good Hope Road

Silver Spring, MD 20905

karimzirvi@yahoo.com

قرآنِ کریم

وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ص وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا ط یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا ط وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ O وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ O لَاتَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ ج وَمَاْوٰھُمُ النَّارُ ط وَلَبِئْسَ الْمَصِیْرُ O

(النّور: 56-58)

تم میں سے جولوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ اور تم سب نمازوں کو قائم کرو اور زکوٰتیں دو، اور اس رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ اور اے مخاطب کبھی خیال نہ کر کہ کفار زمین میں ہمیں اپنی تدبیروں سے عاجز کر دیں گے اور ان کا ٹھکانہ تو دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ۔

(مسند احمد صفحہ 273/4. مشکوٰۃ باب الانذار و التحذیر)

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوّت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی (جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے) جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دَور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔

☆☆☆☆

آنحضرتؐ اور صحابہ کرامؓ کی انگوٹھیوں کے نقوش

مکرم مولانا غلام باری سیف صاحب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بادشاہوں کو تبلیغی خطوط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو عرض کی گئی کہ حضور وہ اسی خط کو در خور اعتناء سمجھتے ہیں جس پر مہر ثبت ہو۔ چنانچہ اس غرض کے لئے حضور نے ایک انگوٹھی بنوائی جس کا نقش اس طرح تھا

"محمد رسول اللہ"

لفظ محمدؐ ایک سطر میں تھا، "رسول" دوسری سطر اور "اللہ" تیسری سطر میں تھا۔ نیچے محمدؐ اس کے اوپر رسول اور سب سے اوپر لفظ اللہ تھا۔

عربی میں لفظ "خاتم" کے معنے مہر اور انگوٹھی دونوں کے ہیں۔ یہ انگوٹھی چاندی کی تھی جس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ نگینہ "حبشی" تھا۔ شارحین نے اس کی توجیہہ یہ بیان کی کہ کسی حبشی نے بنایا تھا یا حبشی طرز کا تھا۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہم نے ایک انگوٹھی بنوائی ہے جس کا نقش یہ ہے کہ کوئی دوسرا شخص ایسی نہ بنوائے کہ یہ مہر تھی جو آپ استعمال فرماتے تھے۔ اس لئے کسی دوسرے کو ایسی مہر یا انگوٹھی بنوانے سے آپ نے منع فرمادیا۔ آنحضرت ﷺ اپنے ہاتھ میں اسے پہنتے تھے۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی، اپنے ہاتھ میں پہنی، صحابہؓ نے آپ کی اقتداء میں سونے کی انگوٹھیاں بنوا کر پہن لیں۔ ایک روز حضورؐ نے منبر پر ارشاد فرمایا کہ میں نے یہ انگوٹھی بنوائی اور اسے اتار دیا۔ لوگوں نے بھی اپنے ہاتھوں سے انگوٹھیاں اتار دیں۔ اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے مردوں کو آپ نے منع فرمادیا۔ ہاں عورتوں کے لئے اس کی اجازت ہے۔ محدثین نے یہ بھی بیان کیا کہ اگرچہ بائیں ہاتھ میں بھی انگوٹھی پہننے کی اجازت ہے۔ حضرت حسنؓ اور حسینؓ بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے لیکن دائیں میں پہننا افضل ہے کہ نبی اکرم ﷺ دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔

چونکہ اسے مہر کے واسطے بنوایا تھا، اس لئے آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد یہ حضرت ابوبکرؓ کے قبضہ میں رہی۔ آپ کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس آئی۔ حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمانؓ کو ملی۔ ایک دن حضرت عثمانؓ مدینہ میں مسجد کے پاس "اویس" نامی کنویں پر بیٹھے تھے یہ انگوٹھی آپ کے ہاتھ سے کنویں میں گرگئی۔ آپ نے ہر انسانی کوشش کی۔ کنویں کا سارا پانی اور مٹی چھان ماری لیکن انگوٹھی نہ مل سکی۔ یہ واقعہ آپ کی خلافت کے چھٹے سال میں پیش آیا۔ چنانچہ آپ نے خطوط اور فرامین پر مہر کی وجہ سے نئی انگوٹھی بنوائی جس کا وہی نقش تھا۔

ایک یہ بھی روایت ہے کہ حضورؐ اسے مہر کے طور پر استعمال فرماتے تھے پہنتے نہ تھے۔ ایک یہ بھی روایت ہے کہ یہ مہر لوہے کی تھی جس پر چاندی چڑھی ہوئی تھی۔ لوہے یا پیتل یا تانبے کی انگوٹھی کو آپ ﷺ نے ناپسند فرمایا۔ فرمایا اس سے مجھے اصنام یعنی بتوں کی بو آتی ہے۔

(السیرۃ النبویۃ الابن کثیر جلد4ص705)

معلوم ہوتا ہے بت پرست ان دھاتوں سے بت بناتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ کے بارے میں بھی روایت ہے کہ آپ بھی انگوٹھی پہنتے تھے اس کا نقش ہتھیلی کی جانب رکھتے تھے۔

حضرت انسؓ خادم رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب بیت الخلاء میں جاتے تو انگوٹھی اتار دیتے تھے کہ اس پر خدا اور اس کے رسولؐ کا نقش تھا۔ تاریخ کی کتب میں خلفائے راشدین کی انگوٹھیوں کے نقوش کا بھی ذکر آتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کی انگوٹھی کا نقش تھا

"نعم القاد راللہ"

(تاریخ الخلفاء، ص77)

کہ اللہ بہت اچھا قادر یعنی قدرتوں کا مالک ہے۔

حضرت عمرؓ کی انگوٹھی کا نقش تھا

"کفیٰ بالموت واعظا"

(تاریخ الخلفاء، ص97)

موت بہت کافی واعظ ہے۔یعنی اسے یادرکھیں یہ عبرت کا سامان ہے۔

حضرت عثمانؓ کی انگوٹھی کانقش تھا

"اٰمنت بالذی خلق فسوّی"

میں ایمان لایااس ذات پر جس نے تخلیق کی اور بہت خوب کی۔

حضرت علیؓ کی انگوٹھی کانقش تھا

"اللہ الملک"

اللہ ہی بادشاہ ہے۔

(طبقات الکبیر جز 3،ص20)

اورآپ کی دوسری انگوٹھی کانقش تھا

"نعم القادر اللّٰہ"

(تاریخ الخلفاء، ص126)

ہوسکتا ہے یہ وہی انگوٹھی ہو جو حضرت ابوبکرؓ کی تھی۔

انگوٹھیوں کے نقوش مختلف دیکھے ہیں۔بیروت میں ایسی انگوٹھی دیکھی جس پر بعلبک کے کھنڈرات کے نشان تھے۔بعض نے اپنے نام کندہ کروائے ہوتے ہیں۔اوراللہ کے بندوں نے وعظ ونصیحت کے لئے اچھے فقرات کندہ کروائے ہوتے ہیں۔جیسے خلفائے راشدین اور دوسرے صحابہ کرامؓ کے ہاتھ میں ہونے کی وجہ سے ہر وقت ان کی یاد رہتی ہے وہ سامنے رہتے ہیں۔ہاں جن انگوٹھیوں پر خدایا اس کے رسولؐ کا نام یا ذکر ہو، آنحضرت ﷺ کی اقتداء میں بیت الخلاء جاتے وقت ان کو اتار لینا چاہیئے۔

(الفضل 23/اپریل 1991)

> اذا تذکرت شجوا من اخی ثقۃ
> فاذکر اخاک ابا بکر بما فعلا
>
> (حسان بن ثابت ؓ)
>
> جب تمہیں کسی سچے بھائی کا غم آئے تو اپنے بھائی ابوبکرؓ کو ان کے کارناموں کی بنا پر یاد کرو۔

تحفظِ قرآن کریم

حضرت عثمانؓ دوسرے اکابرؓ کی طرح قرآن مجید کے حافظ تھے اور چونکہ کاتبِ وحی رہ چکے تھے، اس لئے ہر آیت کے شانِ نزول اور اس کے حقیقی مفہوم سے واقف تھے۔کہتے ہیں کہ عہد نبوت میں انہوں نے بھی ایک مصحف جمع کیا تھا۔آپؓ کی تحریر و کتابت کی مہارت کی بناء پر آنحضرت ﷺ نے آپ کو کتابت وحی کی خدمت پر مامور کیا تھا اور جب کبھی کوئی آیت نازل ہوتی تھی تو آپ کو بلا کر لکھوایا کرتے تھے۔

(کنز العمال جلد 6ص377)

مذہبی خدمات کے سلسلہ میں حضرت عثمانؓ کا سب سے زیادہ روشن کارنامہ قرآن مجید کو اختلاف وتحریف سے محفوظ کرنا اور اس کی عام اشاعت ہے۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ آرمینیہ اور آذربائیجان کی مہم میں شام، مصر، عراق وغیرہ مختلف ملکوں کی فوجیں مجتمع تھیں۔جن میں زیادہ تر نومسلم اور عجمی النسل تھے؛ جن کی مادری زبان عربی نہ تھی۔حضرت حذیفہ بن یمانؓ بھی شریک جہاد تھے۔انہوں نے دیکھا کہ اختلاف قرأت کا یہ حال ہے کہ اہل شام کی قرأت، اہل عراق سے بالکل جداگانہ ہے۔اسی طرح اہل بصرہ کی قرأت اہل کوفہ سے مختلف ہے۔اور ہر یک اپنے ملک کی قرأت صحیح اور دوسری کو غلط سمجھتا ہے تو حضرت حذیفہؓ کو اس اختلاف سے اس قدر خلجان ہوا کہ جہاد سے واپس ہوئے تو سیدھے دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور مفصل واقعات عرض کر کے کہا:

''امیر المومنین! اگر جلد اس کی اصلاح کی فکر نہ ہوئی تو مسلمان عیسائیوں اور رومیوں کی طرح اللہ کی کتاب میں شدید اختلاف پیدا کرلیں گے۔''

حضرت حذیفہؓ کے توجہ دلانے پر حضرت عثمانؓ کو بھی خیال ہوا اور انہوں نے ام المومنین حضرت حفصہؓ سے عہد صدیقی کا مرتب ومدون کیا ہوا نسخہ لے کر حضرت زید بن ثابتؓ، عبداللہ بن زبیرؓ اور سعید بن العاصؓ سے اس کی نقلیں کروا کے تمام ملک میں اس کی اشاعت کی اور ان تمام مختلف مصاحف کو جنہیں لوگوں نے بطور خود مختلف املاؤں سے لکھا تھا، صفحۂ ہستی سے معدوم کردیا۔ظاہر ہے کہ اس اختلاف کو رفع کرنے کی کوشش نہ کی جاتی تو آج قرآن کا بھی وہی حال ہوتا جو توریت وانجیل اور دیگر صحف آسمانی کا ہوا۔

(خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم صفحات 216-219)

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

”میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔“

”یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے۔جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِيْ

خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اس کے نبی غالب رہیں گے

اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجّت زمین پر پوری ہو جائے۔۔۔لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے(1) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے(2) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے۔۔۔جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔۔۔

سوائے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔“

(روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 304-306)

کلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اشاعتِ دین بزورِ شمشیر حرام ہے

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسماں سے نُورِ خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبیؐ کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبیؐ کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اُس خبیث کو

کیوں بھولتے ہو تم یَضَعُ الْحَرْب کی خبر
کیا یہ نہیں بُخاری میں دیکھو تو کھول کر

فرما چُکا ہے سیّدِ کونین مصطفےٰؐ
عیسٰی مسیحؑ جنگوں کا کردے گا التوا

جب آئیگا تو صُلح کو وہ ساتھ لائے گا
جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائے گا

پیویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند
کھیلیں گے بچّے سانپوں سے بےخوف و بےگزند

یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا
بھولیں گے لوگ مشغلہ تیروتفنگ کا

یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا

اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

خطبہ جمعہ

"وہ آج بھی اپنے مسیحؑ سے کئے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔ وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے جس طرح پہلے وہ نوازتا رہا ہے اور انشاء اللہ نوازتا رہے گا۔"

مسیح موعودؑ کی خلافت عارضی نہیں ہے بلکہ یہ دائمی خلافت ہوگی

خطبہ جمعہ ارشادفرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 21 رمئی 2004 بمطابق 21 رہجرت 1383 ہجری شمسی بمقام بادکروزناخ (جرمنی)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل آیتِ کریمہ کی تلاوت کی

وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ص وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّ لَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا ط یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا ط وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

(سورۃالنور:56)

اس کا ترجمہ ہے کہ: ’’تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین پر خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے، یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔‘‘

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے خلافت کا وعدہ کیا ہے لیکن ساتھ شرائط عائد کی ہیں کہ ان باتوں پر تم قائم رہو گے تو تمہارے اندر خلافت قائم رہے گی۔ لیکن اس کے باوجود خلافتِ راشدہ اسلام کے ابتدائی زمانے میں صرف تیس سال تک قائم رہی۔ اور اس کے آخری سالوں میں جس طرح کی حرکات مسلمانوں نے کیں اور جس طرح خلافت کے خلاف فتنے اٹھے اور جس طرح خلفاء کے ساتھ بیہودہ گوئیاں کی گئیں اور پھر ان کو شہید کیا گیا۔ اس کے بعد خلافتِ راشدہ ختم ہوگئی اور پھر ملوکیت کا دور ہوا اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمادیا تھا اور اس ارشاد کے مطابق ہی تھا کہ اگر تم ناشکری کرو گے تو فاسق ٹھہرو گے۔ اور فاسقوں اور نافرمانوں کا اللہ تعالیٰ مددگار نہیں ہوا کرتا تو بہرحال اسلام کی پہلی تیرہ صدیاں مختلف حالات میں اس طرح گزریں جس میں خلافت جمع ملوکیت رہی پھر بادشاہت رہی پھر اس عرصہ میں دین کی تجدید کے لئے مجدد بھی پیدا ہوتے رہے۔ یہ ایک علیحدہ مضمون ہے۔ اس کا ویسے تو میں ذکر نہیں کررہا۔ لیکن جو بات میں نے کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو جو خوشخبریاں دی تھیں اور جو پیش گوئیاں آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر اپنی امت کو بتائی تھیں اس کے مطابق مسیح موعودؑ کی آمد پر خلافت کا سلسلہ شروع ہونا تھا اور یہ خلافت کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق دائمی رہنا تھا اور رہنا ہے انشاء اللہ۔ جیسا کہ حدیث میں آتا

ہے۔حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔پھر خدا جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا ۔پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہونگے اور تنگی محسوس کریں گے۔پھر جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کردے گا۔اس کے بعد پھر خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی اور یہ فرما کر آپ خاموش ہوگئے۔

(مسند احمد بن حنبل. مشکوٰۃ باب الانذار و التحذیر)

پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس دور میں اس پیش گوئی کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں اور اس دائمی خلافت کے عینی شاہد بن گئے ہیں بلکہ اس کو ماننے والوں میں شامل ہیں اور اس کی برکات سے فیض پانے والے بن گئے ہیں ۔ایک حدیث میں آتا ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت ایک مبارک امت ہے۔ یہ نہیں معلوم ہو سکے گا کہ اس کا اول زمانہ بہتر ہے یا آخری زمانہ،یعنی دونوں زمانے شان وشوکت والے ہوں گے۔

اس آخری زمانہ کی بھی وضاحت آنحضرت ﷺ نے خود ہی فرمادی کہ وہ کیا ہے۔حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ آپؐ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی جب آپؐ نے اس کی آیت

وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ

پڑھی جس کے معنی یہ ہیں کہ کچھ بعد میں آنے والے لوگ بھی ان صحابہؓ میں شامل ہونگے جو ابھی ان کے ساتھ نہیں ملے۔تو ایک آدمی نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ یہ کون لوگ ہیں جو درجہ تو صحابہؓ کا رکھتے ہیں لیکن ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔ تو حضور ﷺ نے اس سوال کا جواب نہ دیا۔اس آدمی نے تین دفعہ یہ سوال دوہرایا۔راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ ہم میں بیٹھے تھے ۔آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کے کندھے پر رکھا اور فرمایا کہ اگر ایمان ثریا کے پاس بھی پہنچ گیا یعنی زمین سے اٹھ گیا تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ واپس لے آئیں گے۔

یعنی آخرین سے مراد وہ زمانہ ہے جب مسیح موعودؑ کا ظہور ہوگا اور اس پر ایمان لانے والے،اس کا قرب پانے والے،اس کی صحبت پانے والے صحابہؓ کا درجہ رکھیں گے۔پس جب ہم کو حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور یہ زمانہ پانے کی توفیق عطا فرمائی جس کو آنحضرت ﷺ نے اپنے زمانہ کا درجہ دیا ہے۔تو یہ بھی ضروری تھا کہ اس پیش گوئی کے مطابق خلافت علی منہاج النبوۃ بھی قائم رہے۔ یہاں یہ وضاحت کردی ہے جیسا کہ پہلے حدیث (کی روشنی) میں مَیں نے کہا کہ مسیح موعودؑ کی خلافت عارضی نہیں ہے بلکہ یہ دائمی خلافت ہوگی۔اب میں حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں اس آیت کی کچھ وضاحت کرتا ہوں، آپؑ فرماتے ہیں:۔

''اللہ تعالیٰ دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے،دوسرے ایسے وقت جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشیں نادان مرتد ہوگئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانے کی طرح ہوگئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا:

وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا

یعنی خوف کے بعد پھر ان کے پیر جما دیں گے۔ایسا ہی حضرت موسیٰؑ کے وقت میں ہوا جبکہ حضرت موسیٰؑ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو،وعدہ کے موافق،منزلِ مقصود تک پہنچاویں فوت ہوگئے اور بنی اسرائیل میں انکے مرنے

سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰؑ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ایسا ہی حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا۔‘‘

فرمایا:

’’سواے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔‘‘ (اور یہ وعدہ بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اس لئے اس وقت تک ہے جو لوگ نیک اعمال بجالاتے رہیں گے۔وہ ہی خلافت سے چمٹے رہیں گے۔) ’’اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔سو تم خدا کی قدرتِ ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔اور چاہیے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر ہے۔اپنی موت کو قریب سمجھو۔تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی۔‘‘

اور فرمایا کہ: ’’چاہیے کہ جماعت کے بزرگ جو نفسِ پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں‘‘۔اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کئی کھڑے ہو جائیں بیعت کرنے کے لئے بلکہ مختلف اوقات میں ایسے آتے رہیں گے۔’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔‘‘

(رسالہ الوصیت - روحانی خزائن جلد 20 ، صفحہ 304-307)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں خوش خبریاں بھی دے دی تھیں کہ آپ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے انشاء اللہ خلافت دائمی رہے گی اور دشمن دو خوشیاں کبھی نہیں دیکھ سکے گا ایک تو وفات کی خبر اس کو پہنچے اور اس پر خوش ہو۔حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر ایسے بھی تھے جنہوں نے خوشیاں منائیں اور پھر یہ کہ وہ جماعت کے ٹوٹنے کی خوشی دیکھ سکیں گے۔یہ کبھی نہیں ہوگا۔دشمن نے بڑا شور مچایا۔بڑا خوش تھا لیکن اللہ تعالیٰ کا جو وعدہ تھا کہ

مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا

کا ہمیں نظارہ بھی دکھایا۔اور بعض لوگوں کا خیال تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافی عمر رسیدہ ہو چکے ہیں، طبیعت کمزور ہو چکی ہے اور شاید اس طرح خلافت کا کنٹرول نہ رہ سکے اور شاید وہ خلافت کا بوجھ نہ اٹھا سکیں اور انجمن کے بعض عمائدین کا خیال تھا کہ اب ہم اپنی من مانی کر سکیں گے۔کیونکہ عمر کی وجہ سے بہت سارے معاملات ایسے ہیں جو اگر ہم حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی خدمت میں نہ بھی پیش کریں تب بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا اور ان کو پتہ نہیں چلے گا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے دشمن کی یہ تمام اندرونی اور بیرونی جو بھی تدبیریں تھیں ان کو کامیاب نہیں ہونے دیا اور اندرونی فتنہ کو بھی دبا دیا اور دنیا نے دیکھا کہ کس طرح ہر موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اس فتنہ کو دبایا اور کتنے زور اور شدت سے اس کو دبایا اور کس طرح دشمن کا منہ بند کیا۔

آپؓ فرماتے ہیں:

''چونکہ خلافت کا انتخاب عقلِ انسانی کا کام نہیں، عقل نہیں تجویز کرسکتی کہ کس کے قویٰ قوی ہیں کس میں قوتِ انسانیہ کامل طور پر رکھی گئی ہے۔ اس لئے جنابِ الٰہی نے خود فیصلہ کر دیا ہے کہ

وَعَدَاللہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُو االصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ

خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔

(حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ 255)

فرمایا کہ: ''مجھے نہ کسی انسان نے، نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی رداء کو مجھ سے چھین لے''۔

(بحوالہ الفرقان ، خلافت نمبر . مئی ،جون 1967، صفحہ 28)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ''کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّاں بھی کرسکتا ہے۔ اس کے لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے''۔

(بحوالہ الفرقان ، خلافت نمبر . مئی ،جون 1967، صفحہ 28)

پھر دنیا نے دیکھا کہ آپ کے ان پرزور خطابات سے اور جو آپ نے اس وقت انجمن پر بھی براہ راست ایکشن لئے، جتنے وہ لوگ باتیں کرنے والے تھے وہ سب بھیگی بلی بن گئے، جھاگ کی طرح بیٹھ گئے۔ اور وقتی طور پر کبھی کبھی ان میں ابال آتا رہتا تھا اور مختلف صورتوں میں کہیں نہ کہیں جا کر فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہتے تھے لیکن انجام کار سوائے ناکامی کے اور کچھ نہیں ملا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات ہوئی۔ اس کے بعد پھر انہی لوگوں نے سر اٹھایا اور ایک فتنہ برپا کرنے کی کوشش کی، جماعت میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی اور بہت سارے پڑھے لکھے لوگوں کو اپنی طرف مائل بھی کرلیا۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ اگر خلافت کا انتخاب ہوا تو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کو ہی جماعت خلیفہ منتخب کرے گی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فتنہ کو ختم کرنے کے لئے ان شور مچانے والوں کو، انجمن کے عمائدین کو یہ بھی کہہ دیا کہ مجھے کوئی شوق نہیں خلیفہ بننے کا، تم جس کے ہاتھ پر کہتے ہو میں بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ جماعت جس کو چنے گی میں اسی کو خلیفہ مان لونگا۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا ان لوگوں کو پتہ تھا کہ اگر انتخابِ خلافت ہوا تو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ ہی خلیفہ منتخب ہونگے اس لئے وہ اس طرف نہیں آتے تھے۔ اور یہی کہتے رہے کہ فی الحال خلیفہ کا انتخاب نہ کروایا جائے۔ ایک، دو، چار دن کی بات نہیں چند مہینوں کے لئے اس کو آگے ٹال دیا جائے، آگے کر دیا جائے۔ اور یہ بات کسی طرح بھی جماعت کو قابلِ قبول نہ تھی۔ جماعت تو ایک ہاتھ پر اکٹھا ہونا چاہتی تھی۔ آخر جماعت نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور اس وقت بھی مخالفین کا یہ خیال تھا کہ جماعت کے کیونکہ پڑھے لکھے لوگ ہمارے ساتھ ہیں اور خزانہ ہمارے پاس ہے اس لئے چند دنوں بعد ہی یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے پھر اپنی رحمت کا ہاتھ رکھا اور خوف کی حالت کو پھر امن میں بدل دیا اور دشمنوں کی ساری امیدوں پر پانی پھیر دیا اور ان کی ساری کوششیں ناکام ہوگئیں۔ پھر خلافتِ ثانیہ میں 1934 میں ایک فتنہ اٹھا۔ اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دبا دیا اور جماعت کو مخالفین کوئی گزند نہیں پہنچا سکے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ ہم پتہ نہیں کیا کر دیں گے۔ پھر 1953 میں فسادات اٹھے۔ جب پاکستان بن گیا اس وقت دشمن کا خیال تھا کہ اب ہماری حکومت ہے۔ یہاں انگریزوں کی حکومت نہیں رہی۔ اب یہاں انصاف تو ہم نے ہی دینا ہے۔ اور ان لوگوں کو انصاف کا پتہ ہی کچھ نہیں تھا اس لئے اب تو جماعت ختم ہوئی کہ ہوئی۔ لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت کو ان سخت حالات اور خوف کی حالت سے ایسا نکالا کہ دنیا نے دیکھا کہ جو دشمن تھے وہ تو تباہ و برباد ہوگئے، وہ تو ذلیل وخوار ہوگئے لیکن جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک نئی شان کے ساتھ پھر آگے قدم بڑھاتی ہوئی چلتی چلی گئی۔

غرضیکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور 52 سال رہا اور ہر روز

ایک نئی ترقی لے کر آتا تھا۔کئی زبانوں میں آپ کے زمانے میں تراجم قرآن کریم ہوئے۔بیرونی دنیا میں مشن قائم ہوئے۔افریقہ میں، یورپ میں مشن قائم ہوئے اور بڑی ذاتی دلچسپی لے کر، ذاتی ہدایات دے کر۔اس زمانہ میں دفاتر کا بھی نظام اتنا نہیں تھا۔خود مبلغین کو براہ راست ہدایات دے دے کر اس نظام کو آگے بڑھایا اور پھر اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ہندوپاکستان میں بلکہ دنیا کے دوسرے ملکوں میں بھی اور خاص طور پر افریقہ میں لاکھوں کی تعداد میں سعید روحوں کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔اور وہ آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہوئیں۔پھر دیکھیں آپ نے کس طرح انتظامی ڈھانچے بنائے۔صدر انجمنِ احمدیہ کا قیام تو پہلے ہی تھا اس میں تبدیلیاں کیں، ردّوبدل کی۔اس کو اس طرح ڈھالا کہ انجمن اپنے آپ کو صرف انجمن ہی سمجھے اور کبھی خلافت کے لئے خطرہ نہ بن سکے۔پھر ذیلی تنظیموں کا قیام ہے، انصاراللہ، خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ، آپ کی دوررس نظر نے دیکھ لیا کہ اگر میں اس طرح جماعت کی تربیت کروں گا کہ ہر عمر کے لوگوں کو ان کی ذمہ داری کا احساس دلا دوں اور وہ یہ سمجھنے لگیں کہ اب ہم ہی ہیں جنہوں نے جماعت کو سنبھالنا ہے اور ہر فتنہ سے بچانا ہے۔اپنے اندر نیک تبدیلی اور پاک تبدیلی پیدا کرنی ہے۔اگر یہ احساس پیدا ہو جائے قوم کے لوگوں میں تو پھر اس قوم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔تو دیکھ لیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب دنیا کے ہر ملک میں یہ ذیلی تنظیمیں قائم ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے فعال ہیں اور آج جرمنی کی خدام الاحمدیہ بھی اس سلسلہ میں اپنا اجتماع کر رہی ہے۔تو یہ بھی ایک بہت بڑی انتظامی بات تھی جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت میں جاری فرمائی۔پھر تحریکِ جدید کا قیام ہے۔جب دشمن یہ کہہ رہا تھا کہ میں قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا اس وقت آپ نے تحریکِ جدید کا قیام کیا اور پھر بیرون ممالک میں مشن قائم ہوئے۔پھر وقفِ جدید کا قیام ہے جو پاکستان اور ہندوستان کی دیہاتی جماعتوں میں تبلیغ کے لئے تھا۔اب تو یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں پھیل گئی ہے۔غرضیکہ اتنے کام ہوئے ہیں اور اسی شخص کو جس کو اپنے زعم میں بڑے پڑھے لکھے اور عقلمند اور جماعت کو چلانے کا دعویٰ کرنے والے سمجھتے تھے کہ یہ بچہ ہے۔اس کے ہاتھ میں خلافت کی باگ ڈور ہے اور یہ کچھ نہیں کر سکتا اسی بچے نے دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا۔اور تمام دنیا میں حضرت مسیح موعودؑ کے اس الہام کو بھی پورا کرنے والے ہوگئے کہ میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ:

''جو خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے اس میں دیکھا جاتا ہے کہ اس نے کل خیالات کو یکجا جمع کرنا ہے۔اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے۔ممکن ہے کسی ایک بات میں دوسرا شخص اس سے بڑھ کر ہو۔ایک مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر کے لئے صرف یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ پڑھاتا اچھا ہے کہ نہیں یا اعلیٰ ڈگری پاس ہے یا نہیں۔ممکن ہے کہ اس کے ماتحت اس سے بھی اعلیٰ ڈگری یافتہ ہوں۔اس نے انتظام کرنا ہے افسروں سے معاملہ کرنا ہے، ماتحتوں سے سلوک کرنا ہے۔یہ سب باتیں اس میں دیکھی جاویں گی۔اسی طرح سے خدا کی طرف سے جو خلیفہ ہوگا اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے گا۔خالد بن ولیدؓ جیسی تلوار کس نے چلائی؟ مگر خلیفہ ابوبکرؓ ہوئے۔اگر آج کوئی کہتا ہے کہ یورپ میں میری قلم کی دھاک مچی ہوئی ہے تو خلیفہ نہیں ہو سکتا۔خلیفہ وہی ہے جسے خدا نے بنایا۔خدا نے جس کو چن لیا اس کو چن لیا۔خالد بن ولیدؓ نے 603 آدمیوں کے ہمراہ 60 ہزار آدمیوں پر فتح پائی۔عمرؓ نے ایسا نہیں کیا۔مگر خلیفہ عمرؓ ہی ہوئے۔حضرت عثمانؓ کے وقت میں بڑے جنگی سپہ سالار موجود تھے ایک سے ایک بڑھ کر جنگی قابلیت رکھنے والا ان میں موجود تھا۔سارے جہان کو اس نے فتح کیا، مگر خلیفہ عثمانؓ ہی ہوئے۔پھر کوئی تیز مزاج ہوتا ہے، کوئی نرم مزاج، کوئی متواضع، کوئی منکسر مزاج ہوتے ہیں۔ہر ایک کے ساتھ سلوک کرنا ہوتا ہے۔جس کو وہی سمجھتا ہے جس کو معاملات ایسے پیش آتے ہیں۔

(خطبات محمود، جلد 4 صفحہ 72-73)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

''میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو جائے گا تو اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی''۔

(خلافت حقہ اسلامیہ صفحہ 18)

چنانچہ ہم نے دیکھا کہ جس بھی حکومت نے ٹکر لی اس کے اپنے ٹکڑے ہو گئے۔اور پھر خلافتِ رابعہ میں بھی یہی نظارے ہمیں نظر آئے۔

ایک اور جگہ حضرت خلیفہ ثانیؓ نے چھٹی ساتویں خلافت تک کا بھی ذکر کیا ہوا ہے۔تفصیل تو میں آگے بتاتا ہوں۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ یہ سب

لوگ مل کر جو فیصلہ کریں گے وہ تمام جماعت کے لئے قبول ہوگا۔ یعنی انتخابِ خلافت کمیٹی کے بارے میں۔ اور جماعت میں سے جو شخص اس کی مخالفت کرے گا وہ باغی ہوگا اور جب بھی انتخابِ خلافت کا وقت آئے اور مقررہ طریق کے مطابق جو بھی خلیفہ چنا جائے میں اس کو ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر اس قانون کے ماتحت وہ چنا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوگا۔ اور جو بھی اس کے مقابل میں کھڑا ہوگا وہ بڑا ہو یا چھوٹا ذلیل کیا جائے گا اور تباہ کیا جائے گا۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب اسکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے۔ اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی اسکیم، وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام اسکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔

(خطبہ جمعہ / 24 جنوری 1936ء مندرجہ الفضل 31/جنوری 1936)

پھر خلافتِ ثالثہ کا دور آیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کے بعد پھر اندرونی اور بیرونی دشمن تیز ہوا۔ لیکن کیا ہوا؟ کیا جماعت میں کوئی کمی ہوئی؟ نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق پہلے سے بڑھ کر ترقیات کے دروازے کھولے۔ مشنوں میں مزید توسیع ہوئی۔ افریقہ میں بھی یورپ میں بھی اور پھر افریقہ کے دورے کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے نصرت جہاں اسکیم کا اجراء فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق، ایک رؤیا کے مطابق۔ ہسپتال کھولے گئے۔ اسکول کھولے گئے۔ ہسپتالوں میں اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں مریض شفاء پاچکے ہیں۔ گورنمنٹ کے بڑے بڑے ہسپتالوں کو چھوڑ کر ہمارے چھوٹے چھوٹے دور دراز کے دیہاتی ہسپتالوں میں لوگ اپنا علاج کرانے آتے ہیں۔ بلکہ سرکاری افسران بھی اس طرف آتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہمارے ہسپتالوں میں جو واقفینِ زندگی ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں وہ ایک جذبہ کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ اور ان کے پیچھے خلیفۂ وقت کی دعاؤں کا بھی حصہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے خلیفہ کی لاج رکھنے کے لئے ان دعاؤں کو سنتا ہے اور جہاں بھی کوئی کارکن اس جذبہ سے کام کر رہا ہو کہ میں دین کی خدمت کر رہا ہوں اور میرے پیچھے خلیفۂ وقت کی دعائیں ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی اس میں بے انتہا برکت ڈالتا ہے۔ پھر اسکولوں میں ہزاروں، لاکھوں طلبہ اب تک پڑھ چکے ہیں۔ بڑی بڑی پوسٹ پر قائم ہیں۔ ہمارے گھانا کے ڈپٹی منسٹر آف انرجی جو ہیں انہوں نے احمدیہ اسکول میں شروع میں کچھ سال تعلیم حاصل کی۔ پھر ایک اسکول سے دوسرے اسکول میں چلے گئے وہ بھی احمدیہ اسکول ہی تھا۔ اور آج ان کو اللہ تعالیٰ نے بڑا رتبہ دیا ہوا ہے۔ اسی طرح اور بہت سارے لوگ ہیں۔ افریقن ملکوں میں جائیں تو دیکھ کر پتہ لگتا ہے۔ یہ سب جو فیض ہیں اس وجہ سے ہیں کہ ڈاکٹر ہوں یا ٹیچر، ایک جذبہ کے تحت کام کر رہے ہیں۔ اور یہ سوچ ان کے پیچھے ہوتی ہے کہ ہم جو بھی کام کر رہے ہیں ایک تو ہم نے دعا کرنی ہے، خود اللہ تعالیٰ سے فضل مانگنا ہے اور پھر خلیفۃ المسیح کو لکھتے چلے جانا ہے تاکہ ان کی دعاؤں سے بھی ہم حصہ پاتے رہیں۔ اور یہ جو افریقن ممالک میں ہمارے اسکول اور کالج ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ کا بھی ذریعہ بنے ہوئے ہیں۔ کل ہی سیرالیون کی رہنے والی خاتون بچوں سمیت مجھے ملنے آئیں۔ وہ کہتی ہیں کہ ہمارے یہاں تو خاندان میں اسلام کا پتہ ہی کچھ نہیں تھا۔ احمدیہ اسکول میں میں نے تعلیم حاصل کی اور وہیں سے مجھے احمدیت کا پتہ لگا اور بڑے اخلاص اور وفا کا اظہار کر رہی تھیں۔ وہ بڑی مخلص احمدی خاتون ہیں۔ اسی طرح اور بہت سے ہزاروں، لاکھوں کی تعداد میں لوگ ہیں جو ہمارے ان اسکولوں سے تعلیم حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں شامل ہوئے اور اس کی برکات سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ پھر خلافتِ ثالثہ میں ہی آپ دیکھ لیں، 74 کا فساد ہوا۔ اس وقت ان کا خیال تھا کہ اب تو احمدیت ختم ہوئی کہ ہوئی، ایک قانون پاس کر دیا کہ ہم ان کو غیر مسلم قرار دے دیں گے تو پتہ نہیں کیا ہو جائے گا۔ کئی شہید کئے گئے، جانی نقصان کے ساتھ ساتھ مالی نقصان بھی پہنچایا گیا۔ کاروبار لوٹے گئے۔ گھروں کو آگیں لگادی گئیں، دکانوں کو آگیں لگادی گئیں، کارخانوں کو آگیں لگادی گئیں۔ لیکن ہوا کیا؟ کیا احمدیت ختم ہوگئی۔ پہلے سے بڑھ کر اس کا قدم اور تیز ہوگیا۔ باپ کو بیٹے کے سامنے قتل کیا گیا۔ بیٹے کو باپ کے سامنے قتل کیا تو کیا خاندان کے باقی افراد نے احمدیت چھوڑ دی؟ ان میں اور زیادہ ثباتِ قدم پیدا ہوا۔ ان میں اور زیادہ اخلاص پیدا ہوا۔ ان میں اور زیادہ جماعت کے ساتھ تعلق پیدا ہوا۔ دشمن کی کوئی بھی تدبیر کبھی بھی کارگر نہیں ہوئی اور کبھی کسی کے ایمان میں لغزش نہیں آئی۔ اور پھر اب دیکھیں کہ ان نیکیوں پر قائم رہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو جو جانی نقصان ہوا یا جن خاندانوں کو اپنے پیاروں کا جانی نقصان برداشت کرنا پڑا، اگلے جہان میں تو اللہ تعالیٰ نے جزا دینی ہے، اللہ نے ان

کو اس دنیا میں بھی بے انتہا نوازا ہے۔ مالی لحاظ سے بھی اور ایمان کے لحاظ سے بھی۔ جو پاکستان میں رہے ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے کاروباروں میں برکت دی، کئی لوگ ملتے ہیں جن کے ہزاروں کے کاروبار تھے اب لاکھوں میں پہنچے ہوئے ہیں۔ جن کے لاکھوں کے کاروبار تباہ کئے گئے تھے ان کے کاروبار کروڑوں میں پہنچے ہوئے ہیں۔ اور آپ لوگ بھی جو یہاں نکلے۔ اسی وجہ سے نکلے۔ آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اسی لئے نکلنے کا موقعہ دیا کہ جماعت پر پاکستان میں تنگیاں اور سختیاں تھیں۔ اور یہاں آ کر اگر نظر کریں پچھلے حالات میں اور اب کے حالات میں تو آپ کو خود نظر آ جائے گا کہ آپ پہ اللہ تعالیٰ کے کتنے فضل ہوئے ہیں۔ مالی لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے کتنا آپ کو مضبوط کر دیا ہے۔ اب اس کا تقاضا یہ ہے کہ آپ لوگ اس کے آگے مزید جھکیں اور اس کے عبادت گزار بنتے چلے جائیں۔ اپنی نسلوں میں بھی یہ بات پیدا کریں کہ سب کچھ جو تم فیض پا رہے ہو یہ اس سختی اور تنگی کا فیض ہے جو جماعت پہ پاکستان میں تھی۔ اور آج ہم اس کی وجہ سے کشائش میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیونکہ یہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ نیک اعمال بجالانے کی شرط قائم ہے اور ہر وقت قائم ہے۔

پھر خلافتِ رابعہ کا دور آیا۔ پھر دشمن نے کوشش کی کسی طرح فتنہ وفساد پیدا کیا جائے لیکن جماعت ایک ہاتھ پر اکٹھی ہو گئی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا۔ انتخابِ خلافت کے ان حالات کے بعد جو بڑی سختی کے چند دن یا ایک آدھ دن تھا۔ دشمن نے جب وہ اسکیم ناکام ہوتی دیکھی تو پھر دو سال بعد ہی خلافتِ رابعہ میں 84 میں پھر ایک اور خوفناک اسکیم بنائی کہ خلیفۃ المسیح کو بالکل عضوِ معطل کی طرح کر کے رکھ دو۔ وہ کوئی کام نہ کر سکے۔ اور جب وہ کوئی کام نہیں کر سکے گا تو جماعت میں بے چینی پیدا ہو گی اور جب جماعت میں بے چینی پیدا ہو گی تو ظاہر ہے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوتی چلی جائے گی۔ اس کا شیرازہ بکھرتا چلا جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی تدبیر پر اپنی تدبیر کو کیسے حاوی کیا۔ ان کی ہر تدبیر کو کس طرح الٹا کے مارا کہ حضرت خلیفۃ المسیح رابع کے وہاں سے نکلنے کے ایسے سامان پیدا فرمائے کہ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ چھپ کے نکلے۔ کھلے طور پر نکلے اور سب کے سامنے نکلے اور کراچی سے دن کے وقت یا صبح شروع وقت کی ہی وہ فلائٹ تھی۔ بہرحال وہاں کوشش بھی کی گئی کہ روکا جائے لیکن وہاں بھی اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی اور وہ نہیں پہچان سکے۔ جماعت میں اس سے بڑی سچائی کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے مکہ سے جب ہجرت کی ہے تو جو اس وقت سلوک ہوا تھا اس سلوک کی کچھ جھلکیاں ہم نے اس ہجرت کے وقت بھی دیکھیں اور جس سے ہمارے ایمانوں کو مزید تقویت پہنچی۔ ہمارے ایمان مزید مضبوط ہوئے۔ پھر یہاں پہنچ کر بیرونی ممالک میں جماعتوں کو، مشنوں کو منظم کرنے کا کام بہت وسعت اختیار کر گیا۔ اور اسی طرح دعوت الی اللہ کا کام بھی بہت وسیع ہو گیا۔ اور پھر لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں (لوگ) جماعت میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ پھر ایم ٹی اے کا اجراء ہوا۔ ایک ملک میں تو پلان تھا کہ یہاں خلیفۃ المسیح کی آواز کو روک دیا جائے لیکن ایم ٹی اے نے تمام دنیا میں وہ آواز پہنچا دی اور دشمن کی تدبیریں پھر ناکام ہو کر ان پر لوٹ گئیں۔ پہلے تو مسجد اقصیٰ ربوہ میں خلیفۃ المسیح کا خطبہ سنتے تھے اب ہر شہر میں، ہر گاؤں میں، ہر گھر میں یہ آواز پہنچ رہی ہے۔ پھر افریقہ میں خدمتِ انسانیت کے کام کو اس دور میں بڑی وسعت دی گئی۔ غرضیکہ ایک انتہائی ترقی کا دور تھا اور ہر روز جو دن چڑھ رہا تھا وہ ایک نئی ترقی لے کر آ رہا تھا۔ دشمن خیال کرتا ہے یا انسان اپنی سوچ سے بعض اوقات سوچتا ہے کہ یہاں انتہا ہو گئی اور اب اس سے زیادہ ترقی کیا ہو گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ ایسے نظارے دکھاتا ہے کہ انسان کی سوچ بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتی۔

پھر آپ کی وفات کے بعد دشمنوں کا خیال تھا کہ اب تو یہ جماعت گئی کہ گئی اب بظاہر کوئی نظر نہیں آتا کہ اس جماعت کو سنبھال سکے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نظارے سب نے دیکھے۔ بچوں نے بھی اور نوجوانوں نے بھی، مردوں نے بھی اور عورتوں نے بھی اپنے ایمانوں کو مضبوط کیا۔ حتیٰ کہ غیر از جماعت بھی کیا مسلمان اور کیا غیر مسلمان سب نے ہی یہ نظارے دیکھے کیونکہ ایم ٹی اے کے ذریعہ یہ ہر جگہ پہنچ رہے تھے۔ لندن میں مجھے کسی نے بتایا کہ ایک سکھ نے کہا کہ ہم بڑے حیران ہوئے آپ لوگوں کا یہ سارا نظام دیکھ کر اور پھر انتخابِ خلافت کا سارا نظارہ دیکھ کر۔ پاکستان میں ہمارے ڈاکٹر نوری صاحب کے پاس ایک غیر از جماعت بڑے پیر ہیں یا عالم ہیں وہ آئے (مریض تھے اس لئے آتے رہے) اور ساری باتیں پوچھتے رہے کہ کس طرح ہوا، کیا ہوا اور پھر بتایا کہ میں نے بھی ایم ٹی اے پر دیکھا تھا۔

دشمن بھی وہ جس طرح کہتے ہیں نہ کھلے طور پر تو نہیں دیکھتے لیکن چھپ چھپ کر ایم ٹی اے دیکھتے ہیں۔ یہ سارے نظارے دیکھے اور ڈاکٹر صاحب کو کہنے لگے کہ یہ ایسا نظارہ تھا جو حیرت انگیز تھا۔ اور باتوں میں ڈاکٹر صاحب نے کہا ٹھیک ہے آپ کو پھر

تسلیم کرنا چاہیے کہ جماعت احمدیہ سچی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ تو میں نہیں کہتا۔ یہ مجھے ابھی بھی یقین ہے کہ جماعت احمدیہ سچی نہیں ہے لیکن یہ مجھے یقین ہوگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت آپ کے ساتھ ہے۔ تو جب اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت ہمارے ساتھ ہوگئی تو پھر اور کیا چیز رہ گئی۔ یہ آنکھوں پر پردے پڑے ہونے کی بات ہے اور دلوں پر پردے پڑے ہونے کی بات ہی ہے۔

اب اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے شخص کو خلافت کے منصب پر فائز کیا کہ اگر دنیا کی نظر سے دیکھا جائے تو شاید دنیا کے لوگ اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں۔ اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کریں۔ لیکن خدا تعالیٰ دنیا کا محتاج نہیں ہے جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ:

''خوب یاد رکھو کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور جھوٹا ہے وہ انسان جو یہ کہتا ہے کہ خلیفہ انسانوں کا مقرر کردہ ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحبؓ اپنی خلافت کے زمانہ میں چھ سال متواتر اس مسئلہ پر زور دیتے رہے کہ خلیفہ خدا مقرر کرتا ہے، نہ انسان۔ اور درحقیقت قرآن شریف کو غور سے مطالعہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ بھی خلافت کی نسبت انسانوں کی طرف نہیں کی گئی بلکہ ہر قسم کے خلفاء کی نسبت اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ انہیں ہم بناتے ہیں۔''

(انوار العلوم جلد 2 صفحہ 11)

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

''خدا تعالیٰ جس شخص کو خلافت پر کھڑا کرتا ہے وہ اس کو زمانے کے مطابق علوم بھی عطا کرتا ہے اگر وہ احمق، جاہل اور بے وقوف ہوتا ہے''۔

پھر فرمایا کہ:۔

''اس کے یہ معنی ہیں کہ خلیفہ خود خدا بناتا ہے اس کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جب کسی کو خدا خلیفہ بناتا ہے تو اسے اپنی صفات بخشتا ہے۔ اور اگر وہ اسے اپنی صفات نہیں بخشتا تو خدا تعالیٰ کے خود خلیفہ بنانے کے معنی ہی کیا ہیں''۔

(الفرقان . مئی، جون 1967 صفحہ 37)

میں جب اپنے آپ کو دیکھتا ہوں، اپنی نااہلی اور کم مائیگی کو دیکھتا ہوں اور میرے سے زیادہ میرا خدا مجھے جانتا ہے کہ میرے اندر کیا ہے تو اس وقت ہر لحظہ اللہ تعالیٰ کی قدرت یاد آجاتی ہے۔

مکرم میر محمود احمد صاحب نے ایک شعر کہا ؎

مجھ کو بس ہے میرا مولیٰ ، میرا مولیٰ مجھ کو بس
'کیا خدا کافی نہیں ہے' کی شہادت دیکھ لی

اس کی بیک گراؤنڈ جو میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ ایک تو 'کیا خدا کافی نہیں' کی شہادت **'الیس اللہ'** کی انگوٹھی ہے جو خلیفۃ المسیح کو ملتی ہے۔ اس کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کی تین انگوٹھیاں تھیں جو آپؑ کے تین بیٹوں کو ملیں۔ اور جو 'مولیٰ بس' کی انگوٹھی تھی (ایک انگوٹھی جس پر مولیٰ بس کا الہام کندہ تھا) وہ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے حصہ میں آئی تھی اور یہ میں نے پہنی ہوئی ہے۔ اس کے بعد میرے والد صاحب حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحبؓ کو ملی اور ان کی وفات کے بعد میری والدہ نے مجھے دے دی۔ میں تو اس کو بہت سنبھال کے رکھتا تھا، پہنتا نہیں تھا لیکن انتخاب خلافت کے بعد میں نے یہ پہننی شروع کی ہے۔ تو 'مولیٰ بس' کے نظارے اور 'کیا خدا کافی نہیں ہے' کے نظارے مجھے تو ہر لحظہ نظر آتے ہیں کیونکہ اگر ویسے میں دیکھوں تو میری کوئی حیثیت نہیں ہے۔

لوگوں کے دلوں میں محبت اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ کوئی انسان محبت پیدا نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھا دے۔ تو مخالفوں کی خوشیوں کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح پامال کیا۔ اب بھی بعض مخالفین شور مچاتے ہیں، منافقین بھی بعض باتیں کر جاتے ہیں۔ وہ چاہے جتنا مرضی شور مچالیں، جتنا مرضی زور لگالیں خلافت اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے اور جب تک اللہ چاہے گا یہ رہے گی اور جب چاہے گا مجھے اٹھالے گا اور کوئی نیا خلیفہ آجائے گا۔ لیکن حضرت خلیفہ اولؓ کے الفاظ میں مَیں کہتا ہوں کسی انسان کے بس کی بات نہیں کہ وہ ہٹا سکے یا فتنہ پیدا کر سکے۔ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مضبوط ہے اور ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہے۔ افریقہ میں بھی میں دورہ پر گیا ہوں، ایسے لوگ جنہوں نے کبھی دیکھا نہیں تھا اس طرح ٹوٹ کر انہوں نے محبت کا اظہار کیا ہے۔ جس طرح برسوں کے بچھڑے ملے ہوتے ہیں۔ یہ سب

کیا ہے؟ جس طرح ان کے چہروں پر خوشی کا اظہار میں نے دیکھا ہے، یہ سب کیا ہے؟ جس طرح سفر کی صعوبتیں اور تکلیفیں برداشت کر کے وہ لوگ آئے، یہ سب کچھ کیا ہے؟ کیا دنیا دکھاوے کے لئے۔ یہ سب خلافت سے محبت ہے جو ان دور دراز علاقوں میں رہنے والے لوگوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ تو جس چیز کو اللہ تعالیٰ پیدا کر رہا ہے وہ انسانی کوششوں سے کہاں نکل سکتی ہے۔ جتنا مرضی کوئی چاہے زور لگا لے۔ عورتوں، بچوں، بوڑھوں کو باقاعدہ میں نے آنسوؤں سے روتے دیکھا ہے۔ تو یہ سب محبت ہی ہے جو خلافت کی ان کے دلوں میں قائم ہے۔ بچے اس طرح بعض دفعہ دائیں بائیں سے نکل کر سیکیورٹی کو توڑتے ہوئے آ کے چمٹ جاتے تھے۔ وہ محبت تو اللہ تعالیٰ نے بچوں کے دل میں پیدا کی ہے کسی کے کہنے پہ تو نہیں آ سکتے۔ اور پھر ان کے ماں باپ اور دوسرے ارد گرد لوگ جو اکھٹے ہوتے تھے ان کی محبت بھی دیکھنے والی ہوتی تھی۔ پھر اس بچہ کو اس لئے وہ پیار کرتے تھے کہ تم خلیفہ وقت سے چمٹ کے اور اس سے پیار لیکر آئے ہو۔ یہ سب باتیں احمدیت کی سچائی کی دلیل ہیں۔ اگر کسی کی نظر ہو دیکھنے کی تبھی دیکھ سکتا ہے۔ چند لوگ اگر مرتد ہوتے ہیں یا منافقانہ باتیں کرتے ہیں تو ان کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے۔ ایک بدفطرت اگر جاتا ہے تو جائے، اچھا ہے خس کم جہاں پاک۔ وہ اپنے بد انجام کی طرف قدم بڑھا رہا ہے۔ وہی اس کا انجام مقدر تھا جس کی طرف جا رہا ہے۔ لیکن جب اس کے مقابل پر ایک جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سینکڑوں سعید روحوں کو احمدیت میں داخل کرتا ہے۔

یاد رکھیں وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ وہ آج بھی اپنے پیارے مسیحؑ کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ آج بھی اپنے مسیحؑ سے کئے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔ وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے جس طرح پہلے وہ نوازتا رہا ہے اور انشاء اللہ نوازتا رہے گا۔ پس ضرورت ہے تو اس بات کی کہ کہیں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہ کر کے خود ٹھوکر نہ کھا جائے۔ اپنی عاقبت خراب نہ کر لے۔ پس دعائیں کرتے ہوئے اور اس کی طرف جھکتے ہوئے اور اس کا فضل مانگتے ہوئے ہمیشہ اس کے آستانہ پر پڑے رہیں اور اس مضبوط کڑے کو ہاتھ ڈالے رکھیں تو پھر کوئی بھی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دورۂ افریقہ

عطاء المجیب راشد

ارضِ افریقہ کی خوش بختی پہ نازاں ہے جہاں
رشک سے جُھک جُھک کے اس کو دیکھتا ہے آسماں

خاک کے ذرّوں نے چومے ہیں قدم مسرور کے
دل کی چاہت سے بچھا جاتا ہے ہر پیر و جواں

اک حسیں منظر ہے ہر سو مسکراتے ہیں گلاب
ہر نظر میں جلوہ گر ہے اک بہارِ جاوداں

ہے خلافت کی محبت بحرِ نا پیدا کنار
قلزمِ عشّاق میں ہے اک تلاطم کا سماں

لوگ کہتے تھے جسے ظلمات کا برِّعظیم
مردِ حق کی برکتوں سے کس قدر ہے ضَو فشاں

اہلِ افریقہ مبارک ہو کرم تم پر ہُوا
خود مسیحا چل کے آیا ہے تمہارے درمیاں

اُس کے سجدوں کی بدولت رُت بدل جائے گی اب
ظلمتوں کا دیس بن جائے گا رشکِ کہکشاں

ہے دعا راشدؔ کی تم کو برکتیں اتنی ملیں
تا قیامت فیض کے چشمے رہیں جاری یہاں

دعائیں کیجئے!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلافتِ خامسہ کے منصب جلیلہ پر فائز ہونے کے فوراً بعد مورخہ 22/اپریل 2003 کو بیت الفضل لندن میں اراکین مجلس انتخاب خلافت سے بیعت لینے سے قبل جو مختصر خطاب فرمایا اس کو منظوم کیا گیا ہے۔

آج میں جس کام کی خاطر یہاں لایا گیا
باخدا پہلے سے اس کا علم بھی مجھ کو نہ تھا

علم و عرفاں ظاہر دیں، آپ نے دیکھا، سنا
علم تو کوئی نہیں مجھ میں کسی بھی قسم کا

چونکہ اذنِ معذرت کی کوئی گنجائش نہیں
اس لئے، میرے لئے چارہ نہیں اس کے سوا

کہ خموشی سے کروں یہ مسند و منصب قبول
آپ سب لوگوں سے بھی ہے آج میری التجا

گر خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر، جان کر
آپ نے جس کام، مقصد کے لئے مجھ کو چُنا

اور اس محکم یقیں کے ساتھ کہ یہ خاکسار
فرض کا بارِ گراں، کوہِ گراں لے گا اٹھا

کیجئے گا آپ بھی میری دعاؤں سے مدد
میں نہایت بندۂ عاجز ہوں اور کمزور سا

بس دعائیں اور دعائیں اور دعائیں کیجئے
میرے سر پر تان رکھئے گا دعاؤں کی ردا

آپ لوگوں کے لئے میں بھی دعائیں کرسکوں
بِن دعا کے چلنے والا تو نہیں یہ سلسلہ

ہے دعا رب الوریٰ، مجھ کو بھی یہ توفیق دے
پورا اتروں عہد پر، جو کہ ابھی میں نے کیا

ایک فقرہ حضرتِ طاہر کا دہراتا چلوں
میری گردن اب خدا کے ہاتھ میں ہے با خدا

ربِّ تعالیٰ محض اپنے فضل سے توفیق دے
کام ایسے کرنے کی، اس کے جو ہوں تابعِ رضا

اے خدا ایسا ہی کر، میرے خدا ایسا ہی کر

عبدالکریم قدسی

خلافتِ احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008 کے لئے دعائیں اور عبادات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایمان افروز خطبہ جمعہ فرمودہ 27 مئی 2005 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن صد سالہ خلافت جوبلی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"اب احمدیت کا علمبردار وہی ہے جو نیک اعمال کرنے والا ہے اور خلافت سے چمٹا رہنے والا ہے۔ تین سال بعد انشاء اللہ تعالیٰ 100 سال بھی خلافت کو پورے ہورہے ہیں۔ توجماعتِ احمدیہ کی صد سالہ جوبلی سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جماعت کو بعض دعاؤں کی طرف توجہ دلائی تھی، تحریک کی تھی۔ میں بھی اب ان دعاؤں کی طرف دوبارہ توجہ دلاتا ہوں۔"

1۔ سورۃ الفاتحہ

(آزمائشوں اور دجّال کے فتنوں سے بچنے کے لئے سورۃ فاتحہ اور اس کے معانی بغور سات مرتبہ روزانہ پڑھیں۔)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۵ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ○

میں اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)۔ ہر (قسم کی) تعریف کا اللہ ہی مستحق ہے (جو) تمام جہانوں کا ربّ (ہے)۔ بے حد کرم کرنے والا، بار بار رحم کرنے والا۔ (اور) جزا سزا کے وقت کا مالک ہے۔ (اے خدا!) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ اُن لوگوں کے راستے پر جن پر تُو نے انعام کیا ہے جن پر نہ تو (بعد میں تیرا) غضب نازل ہوا (ہے) اور نہ وہ (بعد میں) گمراہ (ہوگئے) ہیں۔

2۔ ثابت قدمی اور کافروں پر مدد پانے کی دعا

(درج ذیل دعا کثرت سے پڑھیں)

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ.

(البقرة: 251)

اے اللہ! ہم کو صبر دے اور ہمارے قدموں کو مضبوط کردے اور ہماری مدد فرما کافر لوگوں کے مقابلہ میں۔

3۔ ہدایت کے بعد گمراہی سے بچنے کی دعا

دلوں کو صراطِ مستقیم پر رکھنے کے لئے یہ دعا اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔ ایک بار حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دعا کو بکثرت پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ.

(آلِ عمران:9)

اے ہمارے رب نہ کج ہونے دیجیو ہمارے دل بعد اسکے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور بخش ہمارے لئے اپنی جناب سے رحمت یقیناً تو بہت عطا کرنے والا ہے۔

4۔ دشمن کے شرّ سے بچنے کی دعا

رسولِ اکرم ﷺ کی احادیث سے یہ دعا مروی ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِ ھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ

(ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ)

اے اللہ! جو کچھ ان دشمنوں کے سینے میں ہے اُس کے مقابل پر ہم تجھے ہی ڈھال بناتے ہیں۔ اور ہم اُن کے تمام شرّ اور مضر اثرات سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔

5۔ استغفار

(حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کثرت سے استغفار کرنے کی تلقین فرماتے ہوئے درج ذیل دعا کرنے کی تحریک فرمائی)

اَسْتَغْفِرُ اللہ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ.

میں اللہ تعالیٰ سے اپنے ہر گناہ کی بخشش طلب کرتا ہوں اور اسی کی طرف جھکتا ہوں۔

6۔ درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَاصَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ،

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

(بخاری کتاب الانبیاء)

اے اللہ! رحمتیں بھیج محمد ﷺ پر اور آپؐ کی آل پر جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور ان کی آل پر رحمتیں بھیجیں۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔

اے اللہ! برکتیں بھیج محمد ﷺ پر اور آپؐ کی آل پر جس طرح تو نے برکتیں بھیجیں ابراہیمؑ پر اور اُن کی آل پر یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔

7۔ اس کے علاوہ حضور نے فرمایا کہ جماعت کی ترقی کے لئے روزانہ دو نوافل ادا کئے جائیں۔

8۔ اور مہینے میں ایک روزہ اس نیت سے رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ خلافتِ احمدیہ کو قائم و دائم رکھے۔ آمین۔

صحبتِ صادقین کی اہمیت اور برکات

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تفسیری نوٹوں کے مجموعہ "حقائق الفرقان" میں اس آیتِ کریمہ کے حوالے سے درج ہے:

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا ِۨانْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَ تَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○

(الجمعة: 12)

اور جب تجارت کے سامان مل جاتے ہیں یا کھیل تماشہ کا وقت پاتے ہیں۔وہ تجھے چھوڑ کر چل دیتے ہیں۔ان کو کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو چیز ہے وہ ساری تجارتوں اور کھیل تماشوں سے بہتر ہے۔اور اللہ تعالیٰ بہتر رزق دینے والا ہے۔

یہ حالت انسان کی اس وقت ہوتی ہے جب وہ خدا تعالیٰ پر سچّا اور کامل یقین نہیں رکھتا۔اور اس کو رزّاق نہیں سمجھتا۔یوں ماننے سے کیا ہوتا ہے جب کامل ایمان ہوتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کے لئے سب کچھ چھوڑنے کیلئے تیار ہوتا ہے۔
بعض لڑکوں سے میں نے پوچھا ہے یہ تم جو گھر جاتے ہو، کیوں؟ کیا لَھْوًا کے واسطے۔اگر یہ غرض ہے تو پھر یہ خدا کے ارشاد کے نیچے ہے. لَھْوًا اور تِجَارَۃً کو گویا خدا تعالیٰ پر مقدم کرتا ہے۔اس سے بچنا چاہئے۔

اللہ کو **خَیْرُ الرّٰزِقِیْن** یقین کرو۔اور مت خیال کرو کہ صادق کی صحبت میں رہنے سے کوئی نقصان ہوگا کبھی ایسی جرأت کرنے کی کوشش نہ کرو کہ اپنی ذاتی اغراض کو مقدم کرلو۔خدا کیلئے جو کچھ انسان چھوڑتا ہے اُس سے کہیں بڑھ کر پالیتا ہے۔تم جانتے ہو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا چھوڑا تھا اور پھر کیا پایا۔صحابہؓ نے کیا چھوڑا ہوگا اس کے بدلہ میں کتنے گُنے زیادہ خدا نے ان کو دیا۔خدا تعالیٰ کے نزدیک کیا ہے جو نہیں ہے؟

لِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ!

(المنٰفقون: 8)

تجارتوں میں خسارہ کا ہو جانا یقینی اور کاروبار میں تباہیوں کا واقع ہو جانا قرین قیاس ہے۔لیکن خدا تعالیٰ کے لئے کسی چیز کو چھوڑ کر کبھی بھی انسان خسارہ نہیں اٹھا سکتا۔غرض اللہ تعالیٰ کے پاس جو چیز ہے وہ ساری تجارتوں سے بہتر ہے۔وہ خیر الرّازقین ہے۔میں نے بہت سے ایسے بے باک دیکھے ہیں جو کہا کرتے ہیں ؎

اے خیانت بر تو رحمت از تو گنجے یافتم
اے دیانت بر تو لعنت از تو رنجے یافتم

ایسے شوخ دیدہ خود ملعون ہیں جو دیانت پر لعنت بھیجتے ہیں۔پس خدا کیلئے ان ذریعوں اور راستوں کو چھوڑو جو بظاہر کیسے ہی آرام دہ نظر آتے ہوں لیکن ان کے اندر خدا کی خلاف ورزی پائی جاتی ہے۔میں نے بسا اوقات نصیحت کی ہے

كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

(التوبة: 119)

پر عمل کرنے کے واسطے ضروری ہے۔یہاں آکر رہو۔بعض نے جواب دیا ہے کہ تجارت یا ملازمت کے کاموں سے فرصت نہیں ہوتی لیکن میں ان کو آج یہ سناتا ہوں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام تجارتوں کو چھوڑ کر ذکر اللہ کی طرف آجاؤ! وہ اس بات کا کیا جواب دے سکتے ہیں؟ کیا ہم کنبہ قبیلہ والے نہیں؟ کیا ہماری ضروریات اور ہمارے اخراجات نہیں ہیں؟ کیا ہم کو دنیوی عزّت یا وجاہت بُری لگتی ہے؟ پھر وہ کیا چیز ہے جو ہم کو کھینچ کر یہاں لے آئی؟ میں شیخی کیلئے نہیں کہتا

بلکہ تحدیث بالنعمۃ کے طور پر کہتا ہوں کہ میں اگر شہر میں رہوں تو بہت روپیہ کما سکوں لیکن میں کیوں ان ساری آمدنیوں پر قادیان کے رہنے کو ترجیح دیتا ہوں؟ اس کا مختصر جواب میں یہی دوں گا کہ میں نے یہاں وہ دولت پائی ہے جو غیر فانی ہے۔ جس کو چور اور قزاق نہیں لے جا سکتا! مجھے وہ ملا ہے جو تیرہ سو برس کے اندر آرزو کرنے والوں کو نہیں ملا! پھر ایسی بے بہا دولت کو چھوڑ کر میں چند روزہ دنیا کے لئے مارا مارا پھروں؟ **میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اب کوئی مجھے ایک لاکھ کیا ایک کروڑ روپیہ یومیہ بھی دے اور قادیان سے باہر رکھنا چاہے میں نہیں رہ سکتا! ہاں امام علیہ السلام کے حکم کی تعمیل میں! پھر خواہ مجھے ایک کوڑی بھی نہ ملے! پس میری دولت میرا مال، میری ضرورتیں اسی امام کے اتباع تک ہیں! اور دوسری ساری ضرورتوں کو اس ایک وجود پر قربان کرتا ہوں!**

میرے دل میں بار ہا یہ سوال پیدا ہوا ہے کہ صحابہؓ کو جو مہاجر تھے کیوں خلافت ملی۔ اور مدینہ والے صحابہؓ کو جو انصار تھے اس سے حصہ نہیں ملا۔ بظاہر یہ عجیب بات ہے کہ انصار کی جماعت نے ایسے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی جب آپؐ مکّہ سے تکالیف برداشت کرتے ہوئے پہنچے۔ مگر اس میں بھید یہی ہے کہ انصار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے چھوڑا نہیں۔ اس کی نصرت کیلئے خدا نے ان کو بہت کچھ دیا۔ مگر مہاجر جنہوں نے اللہ کیلئے ہاں محض اللہ ہی کے لئے اپنے گھر بار بیوی بچے اور رشتہ دار تک چھوڑ دیئے تھے اور اپنے منافع اور تجارتوں پر پانی پھیر دیا تھا۔ وہ خلافت کی مسند پر بیٹھے۔ میں سقیفہ کی بحث پڑھتا تھا اور

مِنْكُمْ اَمِيْرٌ وَمِنَّا اَمِيْرٌ

پر میں نے غور کی ہے۔ مجھے خدا نے اس مسئلہ خلافت میں یہی سمجھایا ہے کہ مہاجرین نے چونکہ اپنے گھر بار تعلقات چھوڑے تھے ان کو ہی اس مسند پر اوّل جگہ ملنی ضرور تھی۔ اللہ تعالیٰ کیلئے جب کوئی کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضائع نہیں کرتا۔ پس ایسے عذر بے فائدہ اور بیہودہ ہیں۔ اس وقت دنیا خطرناک ابتلاء میں پھنسی ہوئی ہے۔ پہلی بلاء جہالت کی ہے۔ تدبّر سے کتاب اللہ کو نہیں پڑھتے اور نہیں سوچتے۔ جب تدبّر ہی نہ ہو۔ تلاوت ہی نہ ہو تو اس پر عمل کی تحریک کیسے پیدا ہو۔ کتاب اللہ کو چھوڑ دیا گیا ہے اور اسکی جگہ بہت بڑا وقت قصوں کہانیوں اور لغویات میں بسر کیا جاتا ہے۔۔۔ غرض یاد رکھو کہ اب زمانہ بہت نازک آ گیا ہے۔ ایک راستباز دنیا میں آیا ہے۔ جس کیلئے آسمان نے گواہی دی۔ اس وقت کی جب خدا ایک بچھڑا سمجھا گیا تھا۔ خداوند نے اپنے کلام سے بتایا کہ وہ زندہ اور متکلم خدا ہے اور اُس نے اپنے برگزیدہ بندہ کو بھیج کر حجّت پوری کی مگر پھر بھی دیکھا جاتا ہے کہ اس کی مخالفت کی جاتی اور اسکے خلاف منصوبہ بازیاں ہوتی ہیں۔ مگر اس کی کچھ پرواہ نہیں۔ یہ لوگ آخر خائب و خاسر ہونے والے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں۔ مخالف منصوبے بناتا ہے۔ کوشش کرتا ہے سفر کرکے خرچ کرکے فتویٰ تیار کرتا ہے۔ کہ یہ کافر ہے اور زور لگا کر کہتا ہے کہ میں ان کو گراؤں گا مگر اس کے سارے اخراجات، ساری محنتیں اور کوششیں رائیگاں جاتی ہیں۔ خود گرتا ہے اور جس کو گرانے کا ارادہ کرتا تھا وہ بلند کیا جاتا ہے۔ جس قدر کوشش اس کے معدوم کرنے کی کی جاتی ہے اسی قدر وہ اور بھی ترقی پاتا اور بڑھتا ہے!

یہ خدا تعالیٰ کے ارادے ہیں۔ ان کو کوئی بدل نہیں سکتا! اس کے مخالف

ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً

(الانفال: 37)

کے مصداق ہو جاتے ہیں! پس یاد رکھو اس وقت ضرورت ہے ایسے امام کی جو حق کا سنانے والا، سمجھانے والا اور پھر تزکیہ کرنے والا ہو۔ بڑے ہی بدقسمت ہیں وہ لوگ جو اس نور سے حصہ نہیں پاتے۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو اور تم کو توفیق دے کہ ہم جنہوں نے اس نور سے حصہ لینے کی سعی کی اور اس چشمہ کے پاس پہنچے ہیں۔ پوری روشنی حاصل کر سکیں۔ اور سیراب ہوں اور یہ ساری باتیں حاصل ہوتی ہیں جب بصیرتِ معرفت اور عقل عطا ہو۔ اور یہ خدا ہی کے فضل سے ملتی ہے! پس جب کسی کو صادق کا پتہ لگ جائے تو ساری تجارتوں اور بیع و شراء کو چھوڑ کر اس کے پاس پہنچ جانا چاہئے۔ اور

كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

(التوبۃ: 119)

پر عمل کرنا ضروری سمجھا جاوے۔!

بعض لوگ جو یہاں آتے ہیں اور رہتے ہیں ان کو ایسی مشکلات پیش آتی ہیں جو ان کی اپنی پیدا کردہ مشکلات سمجھنی چاہئیں **مثلاً کوئی کہتا ہے کہ مجھے چارپائی نہیں ملی یا روٹی کیساتھ دال ملی۔ میں ایسی باتوں کو جب سنتا ہوں تو اگرچہ مجھے ان لوگوں پر افسوس ہوتا ہے۔ جو ان خدمات کے لئے مقرّر ہیں۔** مگر ان سے زیادہ افسوس ان پر ہوتا ہے جو ایسی شکایتیں کرتے ہیں! میں ان سے پوچھوں گا کہ کیا وہ اس قدر تکلیف سفر کی برداشت کر کے روٹی یا چارپائی کیلئے آتے ہیں؟ یا ان کا مقصود کچھ اور ہوتا ہے؟ میرے ایک پیر شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدینہ میں رہا کرتے تھے۔ ایک شخص ہجرت کر کے مدینہ میں آیا۔ پھر اُس نے اُن سے کہا کہ میں یہاں نہیں رہتا۔ کیونکہ لوگ شرارتی ہیں۔ شاہ صاحب نے اس کو کہا کہ تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے آئے تھے یا عربوں کے واسطے۔ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے آئے تھے۔ تو وہ تو ویسے ہی ہیں جیسا کہ تم نے یقین کیا تھا اور اگر عربوں کیلئے آئے تھے تو وہ بیشک ایسے ہی ہیں جیسا کہ تم سمجھتے ہو! پس میں بھی ان احمقوں سے یہی کہوں گا جو اسی قسم کی شکایتیں کرتے ہیں کہ اگر تم اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے معلّم کے لئے آئے تھے تو وہ اپنے خُلقِ عظیم کے ساتھ ویسا ہی موجود ہے! اور اگر ہمارے لئے آئے ہو تو ہم ایسے ہی ہیں! کیا کھانا، کپڑا، چارپائی گھر میں نہیں ملتی تھی جو اس قدر تکلیف اٹھا کر اسی روٹی کے واسطے یہاں آئے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو لوگ آتے تھے ان کیلئے جانتے ہو کوئی مہمان خانہ تجویز ہوا ہوا تھا یا کوئی لنگر خانہ جاری تھا؟ کوئی نہیں! پھر بھی لوگ آتے تھے اور کوئی شکایت نہ کرتے تھے۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے آتے تھے اور وہی انکی غرض ہوتی تھی! **غرض یہاں آؤ! نہ اس لئے کہ روٹی یا بستر ملے! بلکہ اس لئے کہ تمہاری بیماریوں کا علاج ہو۔ تم خدا کے مسیح اور مہدی سے فیض حاصل کرو!!**

ہماری بابت کچھ خیال نہ کرو۔ ہم کیا اور ہماری ہستی کیا؟ ہم اگر بڑے تھے تو گھر رہتے! پاکباز تھے تو پھر امام کی ہی کیا ضرورت تھی! اگر کتابوں سے یہ مقصد حاصل ہوسکتا تھا تو پھر ہمیں کیا حاجت تھی! ہمارے پاس بہت سی کتابیں تھیں! مگر نہیں۔ ان باتوں سے کچھ نہیں بنتا!

دیکھو ایک دردِ سر کا بیمار ایک کھانسی والے بیمار کے پاس ہو اور وہ ساری رات کھانستا رہے اور اس کو تکلیف ہو اور اس کی شکایت بے جا ہوگی۔ وہ خود مریض ہے۔ اسی طرح پر ہم جس قدر یہاں ہیں۔ اپنے اپنے امراض میں مبتلا ہیں اگر ہم تندرست ہو کر کسی مریض کو دُکھ دیں تو البتہ ہم جواب دہ ٹھہر سکتے تھے لیکن جبکہ خود مبتلائے مرض ہیں اور یہاں علاج ہی کیلئے بیٹھے ہیں تو پھر ہماری کسی حرکت سے ناراض ہونا عقلمندی نہیں ہے! پس ہمارے سبب سے ابتلاء میں مت پڑو! جو لوگ ابتلاؤں سے گھبراتے ہیں۔ میں سچے دل سے کہتا ہوں کہ وہ ہمارے لئے نہ آیا کریں! اور اگر ہماری کوئی تقریر ان کو پسند نہ آوے، تو وہ یہ سمجھیں کہ ہم مامور نہیں! صادق مامور ایک ہی ہے۔ جو مسیح اور مہدی ہو کر آیا ہے!! پس خدا سے مدد مانگو! ذکر اللہ کی طرف آؤ! جو فحشاء اور منکر سے بچانے والا ہے۔ اسی کو اسوہ بناؤ۔ اور اسی کے نمونہ پر چلو۔ ایک ہی مقتداء اور مطاع اور امام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اسی سے پیوند کریں! آمین۔

(الحکم 10/مارچ 1903 صفحہ 3,2)

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 130-134)

خلافت، حکومت اور شوریٰ

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ معاویہؓ سے ملنے گیا۔ جب ہم ان کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے میرے والد سے کہا۔ اے ابوبکرۃ! مجھے ایسی حدیث سنائیں جو آپ نے آنحضرت ﷺ سے سنی ہو۔ اس پر ابوبکرۃؓ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کو اچھے خواب بہت پسند تھے اور آپؐ ان کے بارہ میں پوچھا کرتے تھے۔ ایک دن حضورؐ نے لوگوں سے پوچھا۔ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے تو حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا۔ اے اللہ کے رسول! میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک ترازو آسمان سے لٹکایا گیا ہے۔ آپؐ کا وزن ابوبکرؓ سے کیا گیا۔ آپؐ کا پلڑا جھک گیا۔ پھر ابوبکرؓ کا وزن عمرؓ سے کیا گیا تو ابوبکرؓ کا پلڑا جھک گیا۔ پھر عمرؓ کا وزن عثمانؓ سے کیا گیا تو عمرؓ کا پلڑا جھک گیا۔ پھر ترازو اٹھا لیا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس خواب کی یہ تعبیر فرمائی کہ خلافتِ نبوت کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا حکومت دے گا۔

(مسند احمد صفحہ 5/44-50)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ

خلافت کی ضرورت اور برکات

ضرورتِ وحدت:

میں اس سے بھی کھول کر تم کو سنانا چاہتا ہوں کہ کوئی قوم سوائے وحدت کے نہیں بن سکتی بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ کوئی انسان سوائے وحدت کے انسان نہیں بن سکتا۔ کوئی محلّہ سوائے وحدت کے محلّہ نہیں بن سکتا اور کوئی گاؤں سوائے وحدت کے گاؤں نہیں بن سکتا اور کوئی ملک سوائے وحدت کے ملک نہیں بن سکتا اور کوئی سلطنت سوائے وحدت کے سلطنت نہیں بن سکتی۔ دیکھو میری آنکھ تو کہتی ہے کہ یہ زہر ہے۔ اب ہاتھ کہے کہ مجھے آنکھ کی پرواہ نہیں اور وہ اٹھا کر وہ زہر کھا لیتا ہے تو اس کا نتیجہ ہلاکت ہے۔ اسی طرح گھر کی بات ہے کہ اگر بچہ اپنے مربی' اپنے باپ' اپنی ماں کی بات نہیں سنتا تو اس کی تعلیم و تربیت کا ستیاناس ہو جائے۔ اسی طرح محلّہ' ملک اور سلطنت کا حال ہے۔

اِهْدِ نَاالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

(الفاتحہ:6)

کی تفسیر میں میں نے مرزا صاحب سے سنا ہے کہ "اِهْـدِنَا" میں "نَـا" اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ سوائے جماعت کے اللہ تعالیٰ سے بعض خاص فضل کوئی انسان نہیں لے سکتا۔ جماعت کی بڑی ضرورت ہے یہاں تک کہ اگر جمع نہ ہو تو خدا کے اس فضل کے جاذب نہیں ہو سکتے۔

حسنِ معاشرت

اسی جماعت میں سے چند عورتیں اجڑ کر ہمارے پاس آئیں۔ ہم نے ان کے خاوندوں سے خط و کتابت کی۔ بعض تو ہمارے سمجھانے میں آگئے اور بعض نے پرواہ نہ کی یہاں تک کہ رجسٹرڈ خطوط کی رسید نہ دی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے ظالم طبع لوگ بھی ہماری جماعت میں ہیں مگر الحمد للہ کہ اکثر سمجھانے سے سمجھ جاتے ہیں۔ ایک عورت کے خاوند نے مجھے لکھا ہے کہ ہندوستان پنجاب تو سب دیوثوں کا بنا ہوا ہے جو کچھ میری عورت کہتی ہے اگر مجھے موقع ملے تو گلا ہی گھونٹ دوں۔ میں نے اسے لکھا کہ پہلا دیوث تو نعوذ باللہ وہ ہوا جس پر تم ایمان لائے اور جس نے یہ احکام دیئے کہ عورت سے معاشرت میں نرمی کرو۔ خیر' وہ سعید تھا سمجھانے سے سمجھ گیا اور توبہ نامہ بھیج دیا۔ خیر' میں پھر کہتا ہوں کہ جب تک وحدت نہ ہو گی تم کوئی ترقی نہیں کر سکتے۔

چودہ سو سے کئی لاکھ:

حضرت صاحب کے زمانے میں میں نے چودہ سو کارڈ چھپوائے تھے کہ چودہ سو آدمیوں کی جماعت ہو کر ہم حضرت صاحب سے بیعت کریں گے اور اس فضل سے حصہ لیں گے جو جماعت سے مختص ہے۔ خدا نے خلوصِ نیت کو نوازا اور چودہ سو سے کئی لاکھ اس جماعت کو بنا دیا۔ **اب ضرورت ہے اس جماعت میں اتفاق' اتحاد اور وحدت کی اور وہ موقوف ہے خلیفہ کی فرمانبرداری پر۔**

خلفاء کا مقام:

ایک خلیفہ آدمؑ تھا۔ اس کی نسبت فرمایا ہے۔

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ط

(البقرۃ:31)

اب خود ہی اس کے بارے میں ارشاد ہے

عَصٰٓی اٰدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی

(طٰہٰ:122)

لیکن جب فرشتوں نے کہا

مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ ج وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ

(البقرۃ:31)

تو ان کو ڈانٹ پلائی کہ تم کون ہوتے ہو ایسا کہنے والے؟ پس

فَاسْجُدُوْا لِاٰدَمَ

(البقرۃ:35)

تم آدم کو سجدہ کرو۔ چنانچہ ان کو ایسا کرنا پڑا۔ دیکھو خود عاصی اور غوی تک کہہ لیا مگر فرشتوں نے چوں کی تو اس کو ناپسند فرمایا۔ میں نے کسی زمانے میں تحقیقات کی ہے کہ نبی کے لئے لازم نہیں کہ اس کے لئے پیشگوئی ہو اور خلیفہ کے لئے تو بالکل ہی لازمی نہیں۔ دیکھو! آدمؑ، پھر داؤدؑ کے لئے کیا کیا مشکلات پیش آئے۔ میں اس قسم کا قصہ گو واعظ نہیں کہ تمہیں عجیب عجیب قصے ان کے متعلق سناؤں مگر

فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ

(صٓ:25)

سے یہ تو پایا جاتا ہے کہ کچھ نہ کچھ تو تھا جس کے لئے یہ الفاظ آئے۔ تیسرا خلیفہ ابوبکرؓ ہے۔ اس کے مقابلہ میں شیعہ جو کچھ اعتراض کرتے ہیں وہ اتنے ہیں کہ تیرہ سو برس گزر گئے مگر وہ اعتراض ختم ہونے میں نہیں آئے۔ ابھی ایک کتاب میں نے منگوائی ہے جس کے سات سو چالیس صفحات میرے پاس پہنچے ہیں۔ اس میں صرف اتنی بات پر بحث ہے کہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ بہتر ہے یا ابوبکرؓ؟ پھر شیعہ کہتے ہیں کہ ان کے متعلق نبی کریم ﷺ نے کچھ پیشگوئی نہیں فرمائی۔ چوتھا خلیفہ تم سب ہو۔ چنانچہ خداتعالیٰ نے فرمایا

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ

(یونس:15)

اگلی قوموں کو ہلاک کر کے تم کو ان کا خلیفہ بنادیا۔

لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ

(یونس:15)

اب دیکھتے ہیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ چار کا ذکر تو ہو چکا۔ اب میں تمہارا خلیفہ ہوں۔ اگر کوئی کہے کہ الوصیت میں حضرت صاحب نے نورالدین کا ذکر نہیں کیا تو ہم کہتے ہیں ایسا ہی آدمؑ اور ابوبکرؓ کا ذکر بھی پہلی پیشگوئیوں میں نہیں۔

(خطباتِ نور صفحہ 418,417)

آخر میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبل اللہ کے ساتھ ہو۔ قرآن تمہارا دستور العمل ہو۔ باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضان الٰہی کو روکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم جنگل میں اسی نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہو گئے۔ اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے۔ اس لئے چاہئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غسال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ۔ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت کو ہاتھ سے نہ دو۔ دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آ سکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرو۔ کیونکہ شکر کرنے پر ازدیاد نعمت ہوتا ہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ

(ابراھیم:8)

لیکن جو شکر نہیں کرتا وہ یاد رکھے

اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِيْدٌ

(ابراھیم:8)

(خطباتِ نور صفحہ 131)

انا الذی سمتنی امی حیدرہ
کلیث غابات کریہ المنظرہ

میں وہ ہوں جس کا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے ، جھاڑی کے شیر کی طرح مہیب اور ڈراؤنا.

(حضرت علیؓ)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ایک اہم وصیت

آپؓ نے فرمایا:

''اب چونکہ خدا تعالیٰ نے پھر اپنے فضل سے مسلمانوں کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جماعت احمدیہ میں خلافت قائم کی ہے اس لئے میں اپنی جماعت سے کہتا ہوں کہ تمہارا کام یہ ہے کہ تم ہمیشہ اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھو۔ اور خلافت کے قیام کے لئے قربانیاں دیتے چلے جاؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو خلافت تم میں ہمیشہ رہے گی۔ خلافت تمہارے ہاتھ میں خدا تعالیٰ نے دی ہی اس لئے ہے تا وہ کہہ سکے کہ میں نے اسے تمہارے ہاتھ میں دے دیا تھا۔ اگر تم چاہتے تو چیز تم میں قائم رہتی۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اسے الہامی طور پر قائم کر سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس نے یہ کہا کہ اگر تم لوگ خلافت کو قائم رکھنا چاہو گے تو میں بھی اسے قائم رکھوں گا گویا اس نے تمہارے مونہہ سے کہلوانا ہے کہ تم خلافت چاہتے ہو یا نہیں چاہتے۔ اب اگر تم اپنا منہ بند کر لو۔ یا خلافت کے انتخاب میں اہلیت مدنظر نہ رکھو تو تم نعمت کو کھو بیٹھو گے۔ پس مسلمانوں کی تباہی کے اسباب پر غور کرو۔ اور اپنے آپ کو موت کا شکار ہونے سے بچاؤ۔ تمہاری عقلیں تیز ہونی چاہئیں۔ تمہارے حوصلے بلند ہونے چاہئیں۔ تم وہ چٹان نہ ہو جو دریا کے رخ کو پھیر دیتی ہے۔ بلکہ تمہارا کام یہ ہے کہ تم وہ چینل channel بن جاؤ جو پانی کو آسانی سے گزارتی ہے۔ تم ایک ٹنل Tunnel ہو جس کا کام یہ ہے کہ وہ فیضانِ الٰہی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حاصل ہوا ہے اسے آگے چلاتے جاؤ۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے تو تم ایک ایسی قوم بن جاؤ گے جو کبھی نہیں مرے گی۔ اور اگر تم اس فیضان الٰہی کے رستہ میں روک بن گئے۔ اگر اس کے رستہ میں پتھر بن کر کھڑے ہو گئے۔ تو وہ تمہاری قوم کی تباہی کا وقت ہو گا پھر تمہاری عمر کبھی لمبی نہیں ہو گی اور تم اس طرح مر جاؤ گے جس طرح پہلی قومیں مریں۔''

(تفسیر کبیر جلد7، صفحہ429-430)

سب برکتیں خلافت میں ہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافتِ حقہ کو مضبوطی سے پکڑو۔ اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو۔ تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اس دنیا میں بھی اونچا کرے اور اس جہاں میں بھی اونچا کرے۔ تا مرگ اپنے وعدوں کو پورا کرتے رہو اور میری اولاد اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کو بھی ان کے خاندان کے عہد یاد دلاتے رہو۔ احمدیت کے مبلغ، اسلام کے سچے سپاہی ثابت ہوں اور اس دنیا میں خدائے قدوس کے کارندے بنیں۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ 20/ مئی 1950)

خلافت کے متعلق ایک ضروری نصیحت

''میں خدام کو یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ خلافت کی برکات کو یاد رکھیں۔ اور کسی چیز کو یاد رکھنے کے لئے پرانی قوموں کا یہ دستور ہے کہ وہ سال میں اس کے لئے خاص طور پر ایک دن مناتی ہیں۔ مثلاً شیعوں کو دیکھ لو، وہ سال میں ایک دفعہ تعزیہ نکال لیتے ہیں تا قوم کو شہادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دن یاد رہے۔ اسی طرح میں بھی خدام کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ سال میں ایک دن ''خلافت ڈے'' کے طور پر منایا کریں۔ اس میں وہ خلافت کے قیام پر خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کریں اور اپنی پرانی تاریخ کو دہرایا کریں۔ اسی طرح وہ رؤیا اور کشوف بیان کئے جایا کریں جو وقت سے پہلے خدا تعالیٰ نے مجھے دکھائے اور جن کو پورا کر کے خدا تعالیٰ نے ثابت کر دیا کہ اس کی برکات اب بھی خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ - یکم مئی 1957)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

قدرتِ ثانیہ کی عظمت و اہمیت

مرتبہ: حبیب الرحمٰن زیروی

نوٹ: اس مضمون کا پہلا حصہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام، حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشادات پر مشتمل ھے، رسالہ النور کے مئی، جون 2004 کے خلافت کے شمارہ میں شائع ہو چکا ھے۔ اس کا دوسرا حصہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ھے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

''ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خلیفہ اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے۔اگر بندوں پر اس کو چھوڑا جاتا تو جو بھی بندوں کی نگاہ میں افضل ہوتا اسے وہ اپنا خلیفہ بنا لیتے۔لیکن خلیفہ خود اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں۔وہ اپنے ایک کمزور بندے کو چنتا ہے جسے وہ بہت حقیر سمجھتے ہیں۔پھر اللہ تعالیٰ اس کو چن کر اس پر اپنی عظمت اور جلال کا ایک جلوہ کرتا ہے اور جو کچھ وہ تھا اور جو کچھ اس کا تھا اس میں سے وہ کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے سامنے کلی طور پر فنا اور بے نفسی کا لبادہ وہ پہن لیتا ہے۔''

(الفضل 17مارچ 1967)

''یہ وقت الٰہی جماعتوں کے لئے بڑا نازک وقت ہوتا ہے گویا ایک قسم کی قیامت بپا ہے۔ایسے وقت میں جہاں اپنے گھبرائے ہوتے ہیں وہاں اغیار برائی کی امیدیں لیے جماعت کو تک رہے ہوتے ہیں اور خواہش رکھتے ہیں کہ شائد یہ وقت اس الٰہی جماعت کے انتشار یا اس میں کسی قسم کی کمزوری پیدا کرنے یا اس کے اتحاد، اس کے اتفاق اور اس کی باہمی محبت میں رخنہ پڑنے کا ہو لیکن جو سلسلہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے قائم کیا جاتا ہے وہ ایسے نازک دوروں میں اپنی موت کا پیام نہیں بلکہ اپنی زندگی کا پیام لے کر آتا ہے اور اللہ تعالیٰ قیادت کا انتقال ایک کندھے سے دوسرے کندھے کی طرف اس لئے نہیں کرتا کہ اس کا ایک بندہ بوڑھا اور کمزور ہو گیا اور وہ اس کو طاقت ور جوان رکھنے پر قادر نہیں کیونکہ ہمارا پیارا مولیٰ ہر شے پر قادر ہے بلکہ اس لئے کہ وہ دنیا پر ثابت کرنا چاہتا ہے کہ ہر نگاہ میری طرف ہی اٹھنی چاہئے، بندہ بڑا ہو یا چھوٹا، آخر بندہ ہی ہوتا ہے۔تمام فیوض کا منبع اور تمام برکات کا حقیقی سرچشمہ میری ہی ذات ہے۔یہ توحید کا سبق دلوں میں بٹھانے کے لئے وہ اپنے ایک بندے کو اپنے پاس بلا لیتا ہے اور ایک دوسرے بندہ کو جو دنیا کی نگاہوں میں انتہائی طور پر کمزور اور ذلیل اور نااہل ہوتا ہے۔کہتا ہے کہ اٹھ اور میرا کام سنبھال۔اپنی کمزوریوں کی طرف نہ دیکھ، اپنی کم علمی اور جہالت کو نظرانداز کردے، ہاں میری طرف دیکھ کہ میں تمام طاقتوں کا مالک ہوں، میرے سے یہ امید رکھ، اور مجھ پر ہی توکل کر کہ تمام علوم کے سوتے مجھ سے ہی پھوٹتے ہیں۔میں وہ ہوں جس نے تیرے آقا کو ایک ہی رات میں چالیس ہزار کے قریب عربی مصادر سکھا دیئے تھے اور میری طاقتوں میں کوئی کمی نہ آئی تھی۔میں وہ ہوں جس نے نہایت نازک حالت میں سے اسلام کو اٹھایا تھا اور جب انسان نے اپنی تلوار سے اسے مٹانا چاہا تو میں اس وار اور اسلام کے درمیان حائل ہو گیا۔اس وقت دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں موجود تھیں لیکن دنیا کی کوئی طاقت خواہ کتنی ہی بڑی تھی اسلام کو نہ مٹا سکی۔ہمارا رب کہتا ہے کہ آج پھر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں دنیا میں اسلام کو غالب کروں گا اور اسلام دنیا پر غالب ہو کر رہے گا اور ان کمزور ہاتھوں کے ذریعہ سے غالب ہو کر رہے گا۔ہم اپنی کمزوریوں کو کیا دیکھیں۔ہماری نظر تو اس ہاتھ پر ہے جو ہمیں اپنے کمزور ہاتھوں کے پیچھے جنبش کرتا نظر آتا ہے۔ہم اپنی کم طاقتی کا خیال کیوں کریں، کیونکہ ہمارا توکل تو اس ذات پر ہے کہ جس نے دنیا کی ہر چیز کو اپنے اندر سمیٹا ہوا ہے اور اس کا احاطہ کیا ہوا ہے۔کل شام کو اس مجلس انتخاب نے خاکسار کو منتخب کیا ہے اور خدا

شاہد ہے کہ آج صبح بھی میری حالت ایسی تھی جیسے اس شخص کی ہوتی ہے کہ جس کا کوئی عزیز فوت ہو جائے تو اس کو یقین نہیں آتا کہ اس کا وہ عزیز اس سے جدا ہو چکا ہے مجھے بھی یقین نہیں آتا، میں سمجھتا ہوں کہ شائد میں خواب دیکھ رہا ہوں، یہ کیا ہوا۔۔۔جس کو خداتعالیٰ نے ہمارے لئے ڈھال بنایا تھا اس ڈھال کو اس نے ہم سے لے لیا اور اس نے مجھے آگے کر دیا۔میں بہت ہی کمزور ہوں بلکہ کچھ بھی نہیں۔ شاید مٹی کے ایک ڈھیلے میں مدافعت کی قوت مجھ سے زیادہ ہو، مجھ میں تو وہ بھی نہیں۔لیکن جب سے ہمیں ہوش آئی ہے ہم یہی سنتے آئے ہیں کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔اگر یہ سچ ہے اور یقیناً یہ سچ ہے تو پھر نہ مجھے گھبرانے کی ضرورت ہے اور نہ آپ میں سے کسی کو گھبرانے کی ضرورت ہے۔جس نے یہ کام کرنا ہے وہ یہ کام ضرور کرے گا۔اور یہ کام ہو کر رہے گا لیکن کچھ ذمہ داریاں مجھ پر عائد ہوتی ہیں اور کچھ ذمہ داریاں آپ پر ہیں۔میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر آپ لوگوں کو گواہ ٹھہراتا ہوں اس بات پر کہ جہاں تک اللہ تعالیٰ نے مجھے سمجھ دی ہے، جہاں تک اس نے مجھے توفیق عطا کی ہے، جہاں تک اس نے مجھے طاقت دی ہے، آپ مجھے اپنا ہمدرد پائیں گے۔میں ہر لحہ اور ہر لحظہ دعاؤں کے ساتھ اور اگر کوئی اور وسیلہ بھی مجھے حاصل ہو تو اس وسیلہ کے ساتھ مددگار ہوں گا اور میں اپنے رب سے یہ امید رکھتا ہوں کہ وہ آپ کو بھی یہ توفیق دے گا کہ آپ صبح و شام اور رات اور دن اپنی دعاؤں سے اپنے اچھے مشوروں سے، اپنی ہمدردیوں سے اور اپنی کوششوں سے میری اس کام میں مدد کریں گے کہ خداتعالیٰ کی توحید دنیا میں قائم ہو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا تمام دنیا میں لہرانے لگے۔آج دنیا آپ کو بھی کمزور سمجھتی ہے اور مجھے بھی بہت کمزور سمجھتی ہے۔

ایک دن آئے گا کہ لوگ حیران ہوں گے اور وہ دیکھ لیں گے کہ خداتعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں کتنی بڑی طاقت تھی کہ بظاہر کمزور نظر آنے والا، مال سے محروم، وسائل سے محروم، دنیا کی عزتوں سے محروم، ہر طرف سے دھتکارا جانے والا، ذلیل کیا جانے والا اور وہ سلسلہ جس کو دنیا نے اپنے پاؤں کے نیچے مسلنا چاہا، خداتعالیٰ کے فضل نے اسے آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دیا ہے اور قرآن کریم جو کسی وقت صرف طاق کو سجاوٹ دے رہا تھا اس نے دلوں میں گھر کر لیا ہے اور پھر انسان کے دل سے علم کا بھی، نیکی اور تقویٰ کا بھی اور دنیا کی ہمدردی اور غم خواری کا بھی ایک چشمہ بہہ نکلا ہے۔اسی طرح جس طرح ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے بوقت ضرورت پانی کا چشمہ بہہ نکلا تھا۔دنیا انشاء اللہ یہ نظارے دیکھے گی، مگر ہم میں سے ہر ایک شخص کو چاہئے کہ وہ اپنی بساط کے مطابق اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرتا رہے۔

(الفضل 3دسمبر 1965 حیات ناصر صفحہ359 تا362)

اگرچہ خلیفۃ المسیح الثالث کا انتخاب بظاہر جماعت احمدیہ کے چند اکابرین (مجلس انتخاب خلافت) کے ذریعے وقوع پذیر ہوا لیکن اس کے پیچھے قدیم سنت کے مطابق اللہ تعالیٰ کا مخفی ہاتھ کارفرما تھا جس کی وضاحت خود اللہ کے قائم کردہ خلیفہ نے ایک غیر ملکی دورے کے دوران ان الفاظ میں فرمائی۔

’’۔۔۔مجھ سے کسی نے پوچھا کہ خلافت سے پہلے بھی آپ نے سوچا تھا کہ خلیفہ بن جائیں گے؟ میں نے کہا

(No sane person can aspire to this)

کوئی عقل مند آدمی سوچ بھی نہیں سکتا کیونکہ یہ اتنی بڑی ذمہ داری ہے۔کوئی سوچے گا کیسے! کوئی احمق ہی ہوگا، پاگل ہی ہوگا جو یہ کہے گا کہ مجھے یہ ذمہ داری مل جائے۔‘‘

فرمایا:۔

’’خداتعالیٰ کے دربار میں تو ہر وقت ایسے لوگ موجود رہتے ہیں جو اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اور استعداد کے مطابق اس کو پہچاننے والے، اس کے آگے جھکے ہوئے، اس کی حمد کرنے والے، اس کی تسبیح کرنے والے اور اس کے قرب کو حاصل کرنے کی تڑپ رکھنے والے ہوتے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی خوب پیارا شعر فرمایا ہے ؎

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگاہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمت گذار

ہزاروں لاکھوں آدمی، خدا کے بندے، خدا کے دربار میں حاضر رہتے ہیں۔کوئی ایک آدمی یہ سمجھے کہ خدا مجبور ہو گیا میں اکیلا اس کے دربار میں تھا اور اس نے مثلاً میں اپنی مثال لیتا ہوں، اگر میں یہ سمجھوں کہ میں اکیلا تھا اور خدا مجبور ہوا مجھے خلیفہ مقرر کرنے کے لئے یعنی مجھے پکڑ لے اور خلیفہ مقرر کر دے۔تو میرے جیسا پاگل

دنیا میں اور کوئی نہیں ہوسکتا۔اس بھرے دربار میں خدا نے اپنی مرضی چلائی۔ہم تو اس وقت یعنی انتخاب خلافت کے وقت آنکھیں نیچی کئے ہوئے اپنے غم اور اپنی فکروں میں بیٹھے ہوئے تھے۔"

نیز فرمایا:-

"یہ سمجھنا کہ جس آدمی کو خداتعالیٰ کسی کام کے لئے چنے دنیا کا کوئی انسان یا منصوبہ خداتعالیٰ کے اس انتخاب کو غلط کرسکتا ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ دینے والا تو وہی خدا ہے ۔۔۔خدا کے در کے علاوہ آپ کون سی چیز کہاں سے لے کر آتے ہیں؟ ۔۔۔ قرآن کریم میں خداتعالیٰ نے فرمایا ہے۔۔۔(یہ یاد رکھیں خصوصاً نئی نسل) کہ انتخاب ہوتا ہے لیکن خلیفہ اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے۔"

(خطبہ فرمودہ 25/اگست 1978 بمقام لندن)

قبولیت دعا کا نشان اور غلبہ اسلام کے لئے پیشگوئی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے خلافت و امامت کے عظیم الشان منصب پر فائز ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ سے قبولیت دعا کا نشان مانگا اور اپنی خلافت کے پہلے جلسہ پر جماعت کے افراد کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

"اے جان سے زیادہ عزیز بھائیو! میرا ذرّہ ذرّہ آپ پر قربان کہ آپ کو خداتعالیٰ نے جماعتی اتحاد اور جماعتی استحکام کا وہ اعلیٰ نمونہ دکھانے کی توفیق عطا کی کہ آسمان کے فرشتے آپ پر ناز کرتے ہیں۔آسمانی ارواح کے سلام کا تحفہ قبول کرو۔تاریخ کے اوراق آپ کے نام عزت کے ساتھ یاد کریں گے اور آنے والی نسلیں آپ پر فخر کریں گی کہ آپ نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اس بندہ ضعیف اور ناکارہ کے ہاتھ پر متحد ہو کر یہ عہد کیا ہے کہ قیام توحید اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کے قیام اور غلبہ اسلام کے لئے جو تحریک اور جو جدوجہد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شروع کی تھی اور جسے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے آرام کھو کر، اپنی زندگی کے ہر سکھ کو قربان کر کے اکناف عالم تک پھیلایا ہے آپ اس جدوجہد کو تیز سے تیز تر کرتے چلے جائیں گے۔

میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں اور میں ہمیشہ آپ کی دعاؤں کا بھوکا ہوں۔میں نے آپ کی تسکین قلب کے لئے، آپ کے بار کو ہلکا کرنے کے لئے، آپ کی پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے، اپنے رب رحیم سے قبولیت دعا کا نشان مانگا ہے اور مجھے پورا یقین اور بھروسہ ہے اس پاک ذات پر کہ وہ میری اس التجا کو رد نہیں کرے گا۔"

فرمایا:-

"اب میں کچھ اپنے متعلق کہنا چاہتا ہوں۔میں بغیر کسی جھجھک کے اور بغیر کسی تکلف کے اپنے خدا کے حضور یہ اقرار کرتا ہوں کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ میں قرآن شریف کے متبعین کے متعلق یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ ہمیشہ تذلل، نیستی اور انکساری کو پسند کرتے ہیں اور اپنی اصل حقیقت تذلل، مفلسی اور ناداری اور پر تقصیری کو سمجھتے ہیں۔

میں جب اپنے آپ پر غور کرتا ہوں تو اپنے آپ کو اس مقام سے بھی کہیں نیچے پاتا ہوں کیونکہ حضورؑ نے جن لوگوں کا ذکر کیا ہے ان کے کچھ کمالات بھی بیان کئے ہیں لیکن میں اپنے اندر کوئی کمال نہیں پاتا اور حیران ہوں کے میں کن الفاظ میں اپنا ذکر کروں۔میں اکثر سوچتا ہوں اور حیران ہوتا ہوں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام جیسا وجود اپنے خدا کو مخاطب کر کے یہ کہتا ہے کہ:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

تو میرے جیسا انسان کن الفاظ میں اپنے آپ کو اپنے خدا کے سامنے پیش کرے۔ لیکن میں اس تمام نیستی اور تذلل کے باوجود جو میں اپنے نفس میں پاتا ہوں اور یہ سمجھنے کے باوجود کہ میں تو محض لاشئے ہوں پھر بھی یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جس مقام پر مجھے کھڑا کیا ہے اس کی حفاظت کا اس نے خود ذمہ لے رکھا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جب تک وہ مجھے زندہ رکھنا چاہے گا اس قادر توانا کا قوی ہاتھ ہمیشہ میرے ساتھ رہے گا اور میرے ہاتھ سے وہ جماعت کو جس طرف بھی لے جائے گا انشاءاللہ اس میں ضرور کامیابی ہوگی، اس لئے نہیں کہ میرے اندر کوئی خوبی ہے بلکہ اس لئے کہ اسی قادر و توانا کے ہاتھ میں سب طاقتیں ہیں اور اس کا وعدہ ہے کہ وہ مجھے کامیابی عطا فرمائے گا۔"

(خطاب جلسہ سالانہ 1965)

مبارک دَور کا آغاز

حضرت مصلح موعودؓ نے 24/اگست 1945 کے خطبہ جمعہ میں جو حضورؓ نے ڈلہوزی کے مقام پر ارشاد فرمایا تھا 1965 میں ایک انقلاب انگیز دور شروع ہونے کی پیشگوئی کی تھی حضورؓ نے فرمایا:-

''میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے پچھلے دس سال میں جو باتیں اپنی جماعت کی ترقی اور دنیا کے تغیرات کے متعلق بتائی تھیں ان کا نتیجہ دنیا کے سامنے آ گیا ہے اور دنیا نے دیکھ لیا ہے کہ وہ کس طرح لفظ بلفظ پوری ہوئی ہیں اور ان کی تفاصیل اسی طرح وقوع پذیر ہوئی ہیں جس طرح میں نے بیان کی تھیں۔

اب میرے دل میں یہ بات میخ کی طرح گڑ گئی ہے کہ آئندہ اندازاً بیس سالوں میں ہماری جماعت کی پیدائش ہوگی۔ بچوں کی تکمیل تو چند ماہ میں ہو جاتی ہے اور نو ماہ کے عرصہ میں وہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن بچے کی پیدائش اور قوم کی پیدائش میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ ایک فرد کی پیدائش بے شک نو ماہ میں ہو جاتی ہے لیکن قوموں کی پیدائش کے لئے ایک لمبے عرصے کی ضرورت ہوتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ بیس سال کا عرصہ ہماری جماعت کے لئے نازک ترین زمانہ ہے۔ جیسے بچے کی پیدائش کا وقت نازک ترین وقت ہوتا ہے کیونکہ بسا اوقات وقت کے پورا ہونے کے باوجود پیدائش کے وقت کسی وجہ سے بچہ کا سانس رک جاتا ہے اور وہ مردہ وجود کے طور پر دنیا میں آتا ہے۔ پس جہاں تک ہماری قومی پیدائش کا تعلق ہے میں اس بات کو میخ کے طور پر گڑا ہوا اپنے دل میں پاتا ہوں کہ یہ بیس سال کا عرصہ ہماری جماعت کے لئے نازک ترین مرحلہ ہے۔ اب یہ ہماری قربانی اور ایثار ہی ہوں گے جن کے نتیجہ میں ہم قومی طور پر زندہ پیدا ہوں گے یا مردہ۔ اگر ہم نے قربانی کرنے سے دریغ نہ کیا اور ایثار سے کام لیا اور تقویٰ کی راہوں پر قدم مارا، محبت اور کوشش کو اپنا شعار بنایا تو خدا تعالیٰ ہمیں زندہ قوم کی صورت میں پیدا ہونے کی توفیق دے گا اور اگلے مراحل ہمارے لئے آسان کر دے گا۔''

(تاریخ احمدیت جلد دھم صفحہ 521)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے کی خبر ان الفاظ میں دیتے ہوئے فرمایا:-

''میرے دل میں بڑی شدت سے یہ بات ڈالی گئی ہے کہ آئندہ 23-25 سال احمدیت کے لئے بڑے ہی اہم ہیں۔ کل کا اخبار آپ نے دیکھا ہوگا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 1945 میں کہا تھا کہ اگلے بیس سال احمدیت کی پیدائش کے ہیں اس واسطے چوکس اور بیدار رہو۔ بعض غفلتوں کے نتیجہ میں پیدائش کے وقت بچہ وفات پا جاتا ہے۔ میں خوش ہوں اور آپ کو بھی یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ وہ بچہ 1965 میں بخیر و عافیت زندہ پیدا ہو گیا جیسا کہ آپ نے کہا تھا۔ میرے دل میں یہ ڈالا گیا ہے کہ وہ بچہ خیریت کے ساتھ، پوری صحت کے ساتھ اور پوری توانائی کے ساتھ 1965 میں پیدا ہو چکا ہے۔ اب 1965 سے ایک دوسرا دور شروع ہو گیا اور یہ دور خوشیوں کے ساتھ، بشاشت کے ساتھ، قربانیاں دیتے ہوئے آگے ہی آگے بڑھتے چلے جانے کا ہے۔ اگلے 23 سال کے اندر اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اس دنیا میں ایک عظیم انقلاب پیدا ہونے والا ہے۔ یا دنیا ہلاک ہو جائے گی یا اپنے خدا کو پہچان لے گی۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔ میرا کام دنیا کو انذار کرنا ہے اور میں کرتا چلا آ رہا ہوں۔ آپ کا کام انذار کرنا اور میرے ساتھ مل کر دعائیں کرنا ہے تا یہ دنیا اپنے رب کو پہچان لے اور تباہی سے محفوظ ہو جائے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12/ جون 1970 مطبوعہ الفضل 15/جولائی 1970 صفحہ 11)

''میں تمام جماعت کو جو کہ یہاں موجود ہے اور پوری دنیا کو کامل یقین کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ آئندہ پچیس تیس سال کے اندر دنیا میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا ہونے والا ہے۔ وہ دن قریب ہیں جب دنیا کے بہت سے ممالک کی اکثریت اسلام کو قبول کر چکی ہوگی اور دنیا کی سب طاقتیں اور ملک بھی اس آنے والے روحانی انقلاب کو روک نہیں سکتے۔ جب کہ وہی زبانیں جو آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دے رہی ہیں آپؐ پر درود بھیج رہی ہوں گی۔ یہ دن یقیناً آنے والے ہیں۔

لیکن یہ پیشخبریاں ہم پر بھی کچھ ذمہ داریاں عائد کرتی ہیں جنہیں بہرحال ہم ہی نے پورا کرنا ہے۔ ہمیں عظیم قربانیاں دینی ہوں گی۔ جب ہم اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کر دیں گے تب خدا کہے گا کہ میں اپنا کچھ کیوں بچا کر رکھوں، میں بھی اپنی سب برکتیں تمہیں دیتا ہوں اور جب ایسی حالت ہو جائے تو پھر خود سوچ لو کہ ہمارے لئے کیا کمی رہ جائے گی۔''

(خطبات جلسہ سالانہ 1965 بحوالہ جلسہ سالانہ کی دعائیں صفحہ 4,3)

صد سالہ احمدیہ جوبلی کی غیر معمولی اہمیت

فرمایا:-

''یہ ایک عظیم مہم ہے جو آسمانوں سے چلائی گئی ہے۔ یہ ایک ایسی تحریک ہے جس کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ نہ احمدیت کے باہر کوئی اس کا تصور کر سکتا ہے اور نہ احمدیت کے اندر خداتعالیٰ کے حکم کے بغیر اس کا تصور کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم منصوبہ بنایا اور اس نے جماعت احمدیہ جیسی کمزور جماعت کو کھڑا کر کے کہا کہ میں تجھ سے یہ کام لوں گا غلبہ اسلام کا، یہ منصوبہ اتنا بڑا منصوبہ ہے کہ نوع انسانی میں اتنا بڑا اور کوئی منصوبہ نہیں ہے، اس لحاظ سے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ نوع انسانی کے لئے جن برکات کا سامان پیدا کیا گیا تھا ان برکات کو ہر فرد بشر تک پہنچانا ہے اور کامیابی کے ساتھ ان کے دلوں کو جیتنا ہے یعنی یہ وہ منصوبہ ہے جس کی ابتداء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک وجود سے ہوئی اور جس کی انتہاء بھی آپؐ کی قوت قدسیہ اور روحانی برکات کے ساتھ مہدی موعودؑ کے ذریعہ مقدر ہے۔

پس یہ ایک بہت بڑا منصوبہ ہے جو دنیا میں تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کے لئے جاری کیا گیا ہے۔۔۔ بظاہر یہ ناممکن ہے لیکن خدا نے آج آسمانوں پر یہی فیصلہ کیا ہے کہ اس کی تقدیر سے یہ بات بظاہر ناممکن ہونے کے باوجود بھی ممکن ہو جائے اور دنیا کے دل خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جیت لئے جائیں گے۔۔۔''

(حیاتِ ناصر صفحہ 589)

''پہلی صدی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے ہے اور دوسری صدی غلبہ اسلام کی صدی ہے اب یہ صدی اور آئندہ آنے والی صدیاں مہدی موعودؑ کی صدیاں ہیں۔ کسی اور نے آکر نئے سرے سے اشاعت اسلام کے کام نہیں سنبھالنے۔ یہ مہدی ہی ہے جو اسلام کی اس نشاۃ ثانیہ میں اسلام کے جرنیل کی حیثیت میں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک محبوب روحانی فرزند کی حیثیت میں دنیا کی طرف بھیجا گیا۔ جماعت احمدیہ کی پہلی صدی بھی اسلام کے جرنیل کی حیثیت سے مہدی معہودؑ کی صدی ہے اور دوسری صدی بھی مہدی معہودؑ کی صدی ہے۔ جس میں اسلام غالب آئے گا اس کے بعد تیسری صدی میں تھوڑے بہت کام رہ جائیں گے اور وہ جیسا کہ انگریزی میں ایک فوجی محاورہ ہے Mopping Up Operation (یعنی جو چھوٹے موٹے کام رہ گئے ہوں ان کو کرنا) جب تیسری صدی والے آئیں گے وہ خود ہی ان کاموں کو سنبھالیں گے لیکن ہم جن کا تعلق پہلی اور دوسری صدی کے ساتھ ہے کیونکہ میرے سامنے اس وقت بھی جو چھوٹی سی جماعت کا ایک حصہ بیٹھا ہوا ہے ان میں سے بہت سے وہ ہوں گے بلکہ میرا خیال ہے یہاں بیٹھنے والوں کی اکثریت وہ ہوگی جو اس طرح دلیری اور شجاعت اور فرماں برداری اور ایثار کے جذبہ کے ساتھ پہلی صدی کو پھلانگتے ہوئے دوسری صدی میں داخل ہوں گے اور خداتعالیٰ کے حضور اپنی قربانیاں پیش کرتے چلے جائیں گے اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے نظارے دیکھنے والے ہوں گے کہ اسلام کے غلبہ کے لئے دوسروں کے دلوں میں بھی کوئی شک اور شبہ نہیں رہا۔۔۔''

(خطاب جلسہ سالانہ 27 دسمبر 1981)

اور حضور کے زمانہ خلافت میں تربیت اور تبلیغ میں جو غیر معمولی وسعت پیدا ہوئی اس کا ذکر کرتے ہوئے اپنی خلافت کے آخری جلسہ پر تقریر کرتے ہوئے حضور نے دسمبر 1981 کو فرمایا:-

''میں تو حیران ہوں اور حیرت میں گم ہوں اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ خداتعالیٰ کی عظمت میرے اس زمانہ میں اس بات سے ثابت ہوئی کہ میرے جیسے عاجز انسان کا اس نے ہاتھ پکڑا اور اعلان کیا کہ اس ذرہ ناچیز سے میں دنیا میں انقلاب بپا کر دوں گا اور کر دیا۔''

(خطاب جلسہ سالانہ 27/دسمبر 1981)

اظہارِ تشکّر

محترم رضا احمد صاحب (Connecticut) جن کا 23/فروری کو Maryland میں ایک accident ہو گیا تھا، تین ماہ زیر علاج رہنے کے بعد اب خداتعالیٰ کے فضل و کرم سے روبہ صحت ہیں اور اپنے گھر واپس آگئے ہیں۔ اس پریشانی کے موقعہ پر دوست احباب ملاقات، فون اور دعاؤں کے ذریعہ سے ان کی بہت حوصلہ افزائی کرتے رہے۔

محترم رضا احمد صاحب اور ان کی بیگم محترمہ شاہدہ رضا صاحبہ احبابِ جماعت کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اس مشکل اور پریشانی کے وقت میں بہت احسن طریق سے ان کا ساتھ دیا۔ خداتعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

تجدید بیعت اور جسمانی رابطہ

ایک بار جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سکاٹ لینڈ میں موجود تھے تو جمعہ کے روز خطبہ ثانیہ کے دوران آپؒ نے فرمایا:

''شیخ مبارک احمد صاحب نے مجھے بتایا ہے کہ جماعت تجدید بیعت کرنا چاہتی ہے تو جماعت سکاٹ لینڈ کے لئے انشاء اللہ تقریب بیعت ہوگی۔ اور سکاٹ لینڈ کے امام مکرم بشیر آرچرڈ صاحب اور کچھ اور دوست میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھیں گے اور باقی اپنے سامنے بیٹھے ہوئے دوست پر ہاتھ رکھ لیں۔ اس طرح ایک جسمانی رابطہ بن جائے گا۔

دراصل جسمانی رابطہ بذات خود کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ روحانی رابطہ کی اصل حقیقت ہے۔ کیونکہ یہی وہ بیعت ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں حَبْلُ اللہِ کے طور پر کیا گیا ہے۔ حَبْلُ اللہِ کو مضبوطی سے پکڑے رہیں۔ تو پھر جسمانی تعلق کا مطالبہ کیوں کیا جاتا ہے؟ کسی وہم کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہمیں یہ طریق سکھایا ہے۔ یہ آپؐ کی عادت تھی۔ آپؐ اسی طرح کیا کرتے تھے اور ہم آپؐ کے پیروکار ہیں۔ میرے خیال میں یہ ایک علامت ہے۔ میں آپ کے سامنے اسکی ضرورت بیان کر رہا ہوں۔ آنحضور ﷺ کی اس سے یہ مراد تھی کہ خلیفہ یا جس کی بھی تم بیعت کر رہے ہو اس کے نزدیک رہنے کی کوشش کرنا۔ نہ صرف جسمانی طور پر بلکہ دراصل روحانی طور پر۔ شاید یہ علامت ہے مگر جو بھی یہ ہے ہم اسی طرح کریں گے جیسا کہ ہم نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ سے پایا ہے۔ تو یہ وہم نہیں۔ چنانچہ نماز کے بعد ہم بیعت کریں گے اور پھر میں آپ سے اجازت چاہوں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔''

(خطباتِ طاہر جلد اول ،خطبہ جمعہ 24/ستمبر 1982 صفحہ 169)

''پس دعائیں چاہے براہ راست کی جائیں چاہے بالواسطہ کروائی جائیں یہ بنیادی فلسفہ ہے جس کو بھول کر دعا کرنے والا یا کروانے والا کبھی کامیاب نہیں ہوا کرتا۔ یہی مضمون خلافت کے ساتھ تعلق میں بھی ہے۔ بیشمار لوگ، میں نے دیکھا حضرت مصلح موعودؓ کو خط لکھا کرتے تھے، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو خط لکھتے تھے، مجھے بھی لکھتے ہیں میری ذات کی تو کوئی حقیقت نہیں۔ ناقابل بیان ہے وہ کیفیت جب میں اپنی ذات پر غور کرتا ہوں اور اپنی بے بساطی کو پاتا ہوں، اور کم مائیگی کو دیکھتا ہوں اللہ ہی جانتا ہے کہ میرے دل کی کیا حالت ہوتی ہے۔ لیکن خدا نے منصب خلافت پر مجھے مقرر فرمایا اور منصب کی خاطر لوگ مجھے دعا کیلئے لکھتے ہیں ان کو میں بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے پہلے بھی یہی دیکھا تھا اور آئندہ بھی یہی ہوگا کہ اگر کسی احمدی کو منصب خلافت کا احترام نہیں ہے، اس سے سچا پیار نہیں ہے، اس سے عشق اور وارفتگی کا تعلق نہیں ہے اور صرف اپنی ضرورت کے وقت وہ دعا کے لئے حاضر ہوتا ہے تو اس کی دعائیں قبول نہیں کی جائیں گی۔ یعنی خلیفہ وقت کی دعائیں اس کے لئے قبول نہیں کی جائیں گی۔ اُسی کیلئے قبول کی جائیں گی جو خاص اخلاص کے ساتھ دعا کیلئے لکھتا ہے اور اس کا عمل ثابت کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے اس عہد پر قائم ہے کہ جو نیک کام آپ مجھے فرمائیں گے ان میں میں آپ کی اطاعت کروں گا۔ ایسے مطیع بندوں کے لئے تو بعض دفعہ ہم نے یہ نظارے دیکھے، ایک دفعہ نہیں بسا اوقات یہ نظارے دیکھے کہ وہاں پہنچی بھی نہیں دعا، اور پھر قبول ہوگئی۔ ابھی لکھی جا رہی تھی دعا، تو اللہ تعالیٰ اس پر پیار کی نظر ڈال رہا تھا اور وہ دعا قبول ہو رہی تھی۔ بعض دفعہ دعا بنی بھی نہیں تو وہ دعا قبول ہو جاتی ہے۔

اس لئے یہ ایسا ایک بنیادی اصول ہے جس کو ہمیشہ ہر احمدی کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اگر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود سچے دل اور پیار سے بھیجتا ہے اور وفا کا تعلق رکھتا ہے اپنے محبوب آقا سے، تو آنحضرت ﷺ کی ساری دعائیں ہمیشہ کیلئے ایسے امتیوں کے لئے سنی جائیں گی۔ اور اگر وہ خلافت سے ایسا تعلق رکھتا ہے اور پوری وفاداری کے ساتھ اپنے عہد کو نباہتا ہے اور اطاعت کی کوشش کرتا ہے تو اس کے لئے بھی دعائیں سنی جائیں گی بلکہ اَن کہی دعائیں بھی سنی جائیں گی۔ اس کے دل کی کیفیت ہی دعا بن جایا کرے گی۔

پس اللہ تعالیٰ جماعت کو حقیقت دعا کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دعا کا مضمون تو بہت وسیع ہے لیکن صرف اسی پر میں اکتفا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے رب سے سب سے پہلے وفا کا تعلق عطا کرے یعنی خود اپنی ذات سے وفا کا تعلق عطا کرے آمین۔''

(خطباتِ طاہر جلد اول ،خطبہ جمعہ 16/جولائی 1982 صفحہ 56,55)

او کینیڈا!

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے کینیڈا میں ورودِ مسعود کے موقع پر

ڈاکٹر مہدی علی چوھدری

او کینیڈا! او کینیڈا!
سن لے یہ مژدۂ جانفزا
کہ جلوہ گر ہوگا یہاں
روحانیت کے افق پر
جو چمکا ہے تارا پانچواں
لیکر مسیحؑ کے نور کو
وارثِ تختِ مصطفیٰؐ
تیری سرزمین پہ آئیگا
لئے دو جہان کی رونقیں
روحانیت کی برکتیں
بھر دے گا دامن میں ترے
وہ کہ امن کا ہے سفیر جو
تیرے بخت کی وہ لکیر کو
کردے گا روشن تر وہاں
نکھرے گا تیرا آسماں
سج جائے گی تیری زمیں
ہوجائے گی اور بھی حسیں
کھل جائیں گے جب گل وہاں
الفت، محبت، پیار کے
روحانیت کی بہار کے
دیکھے گی وہ منظر تمام

وہ محبتوں کا نقیب جب
تیری سرزمین پہ آئے گا
چوم کر اس کے قدم
بڑھ جائے گی تیری ہی شان
باہوں کو اپنی کھول کر
کہنا اسے تو مرحبا
سننا تو اسکی بات پھر
اور تھامنا وہ ہاتھ پھر
کہ جس سے وابستہ ہیں اب
تیرے روشن رات دن
تیرا زمینی حسن پھر
روحانیت کے غازے سے
اور بھی کھل جائے گا
ہوجائے گی تیری زمیں
رشکِ فردوسِ بریں
یہ وقت ہے کہ تھام لے
دامنِ احمدِ مجتبیٰؐ
عالم کی سب اقوام میں
اونچا مقام ہو تیرا
تا ابد لہراتا رہے
یہ سرخ رُو جھنڈا تیرا
او کینیڈا! او کینیڈا!

روحانی خلافت کے دس عظیم مقاصد

جماعت کی روحانی ترقی خلافت سے وابستہ ہوتی ہے

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری

خلافت، نیابت، جانشینی اور قائم مقامی کو کہتے ہیں۔ خلیفہ اپنے اصل کا جانشین نائب اور قائم مقام ہوتا ہے اور اس کا فرض ہوتا ہے کہ اپنے اصل کے رنگ میں رنگین ہو کر ان مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچائے۔ جو اس کے ذمہ لگائے گئے ہیں۔

احادیثِ نبویہ اور بائبل کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی شکل پر پیدا فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کی کوئی مادی شکل نہیں ہے اس لئے اس سے یہی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو صفات الٰہیہ سے متصف ہونے کے لئے پیدا فرمایا ہے۔

پس انسان بالخصوص کامل انسان اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے مقاصد کو زمین پر نافذ کرتا ہے۔ اور اس کی توحید کو قائم کرتا ہے۔ اس لحاظ سے ہر نبی خلیفۃ اللہ ہوتا ہے۔ اس خلافت الٰہیہ میں سب سے بڑے خلیفہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ حضرت آدمؑ بھی اپنے وقت میں خلیفہ تھے۔ حضرت داؤدؑ بھی خلیفہ تھے۔ ہر نبی خلیفہ تھا اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑے خلیفہ تھے۔ ان نبیوں کے ذریعہ خلافت الٰہیہ کامل طور پر ظاہر ہوتی ہے۔

دوسری قسم جانشینی کی قومی ہوتی ہے ایک قوم تباہ و برباد ہوتی ہے دوسری قوم اس کی قائم مقام بنتی ہے۔

نبیوں کی بعثت کے ساتھ استخلاف کی یہ صورت بھی ضرور پیدا ہوتی ہے۔ تکذیب کرنے والی قوم کو تباہ کیا جاتا ہے اسے عزت کی مسند سے اتار دیا جاتا ہے۔ ایمان لانے والے ترقی کرتے ہیں، انہیں عزت کی مسند پر بٹھا دیا جاتا ہے۔ خدائے ذوالعرش اس طرح اپنی قدرت نمائی فرماتا ہے، کمزور مومنوں کو طاقت بخشتا ہے اور متکبر کافروں کو سرنگوں کر دیتا ہے۔ یہ قومی خلافت ہے ایک تیسری قسم خلافت کی وہ ہے جو نبیوں اور رسولوں کی رحلت پر ان کی قوم کی نگہبانی کے لئے مقرر ہوتی ہے۔

نبی کا تقرر محض اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ہوتا ہے۔ اس میں انسانوں کی آراء کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ نبی کی جانفشانی سے مومنوں کی ایک جماعت قائم ہو جاتی ہے۔ وہ نبی کی روحانی کشت ہوتی ہے۔ وہ اس کا لگایا ہوا باغ ہوتا ہے۔ نبی بوجہ انسان ہونے کے اس فانی دنیا سے آخر کوچ کر جاتا ہے تب اس کے بعد اس کشت روحانیت کی آبیاری اور اس کے گلستان دین کی حفاظت کے لئے ایک روحانی مردِ خدا کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کا قائم مقام ہو، اس کی روحانیت کے انتشار کا مرکزی نقطہ ہو، اس کی لائی ہوئی صحیح تعلیم کا پھیلانے والا ہو اور نبی کے ہاتھ پر جمع ہونے والے مومنوں کے شیرازہ کو قائم رکھنے والا ہو یہ مردِ خدا اس نبی اور رسول کا خلیفہ کہلاتا ہے اور مومنوں کا امیر اور مطاع ہوتا ہے۔

نبی کا تقرر براہِ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے کیونکہ وہ زمانہ الفساد کا زمانہ ہوتا ہے انسانوں کی آراء کا نبی کے انتخاب میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔ لیکن نبی کی وفات کے وقت مومنوں کی ایک جماعت موجود ہوتی ہے جو نبی کی تیار کردہ ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے نبی کی خلافت میں مومنوں کو انتخاب کا حق دیا ہے۔ وہ انتخاب ایسے وقت میں ہوتا ہے جب اہل ایمان کے دل گداز ہوتے ہیں اور نبی کی رحلت کے باعث وہ احساس یتیمی میں سراپا عجز و نیاز ہوتے ہیں وہ اپنے میں سے سب سے متقی اور پارسا انسان کو نبی کا جانشین منتخب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس انتخاب کو قبول فرما کر اسے اپنا استخلاف قرار دیتا ہے گویہ بالواسطہ انتخاب ہے۔ مگر درحقیقت اللہ تعالیٰ کا تقرر ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے خلیفہ کی تائید و نصرت فرماتا ہے۔ اس کے مقاصد کو کمال تک پہنچاتا ہے اور اس کے ذریعے مومنوں کی جماعت کے خوف کو امن سے بدل دیتا ہے۔ خلیفہ نبی کی روحانیت کا وارث ہوتا ہے اور اس کی تیار کردہ جماعت کا محافظ مقرر ہوتا ہے اس لئے مومنوں کو اس سے محبت اور اطاعت کا نہایت گہرا تعلق ہوتا ہے وہ جس طرح نبی کے حکم پر جہادِ نفوس و مال میں شریک ہوتے تھے اسی طرح خلیفہ کے حکم پر بھی جہاد کے لئے ہر قربانی کرتے ہیں۔ غرض خلافت کے ذریعہ جماعت پھر روحانی منازل طے کرتی رہتی ہے اور اسے تائیداتِ آسمانی کے ذریعے غلبہ و نصرت حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں خلافتِ نبوت یا روحانی

خلافت قائم ہے۔دنیا بھر میں کوئی اور ایسی جماعت موجود نہیں ہے جس کا یہ دعویٰ ہو۔بیسویں صدی کے آغاز میں یہ تحریک پیدا ہوئی اور وقتی طور پر زور پکڑ گئی تھی کہ ہمیں سلطان ٹرکی کو خلیفہ قرار دینا چاہیئے۔اس تحریک میں کچھ دنوں کے لئے بظاہر جان نظر آتی تھی مگر چونکہ یہ انسانی تجویز تھی اور روحانی خلافت کا قیام اس سے مشتبہ ہوسکتا تھا اس لئے یہ تحریک کامیاب نہ ہوسکی۔اور یہ ثابت ہوگیا کہ اصل روحانی خلیفے اللہ تعالیٰ ہی مقرر کرتا ہے انسان محض اپنی تجویز سے کسی کو روحانی خلیفہ نہیں بنا سکتے۔

دس عظیم مقاصد

انبیاء کے بعد قائم ہونے والی روحانی خلافت کے دس عظیم مقاصد ہوتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ یہ مقاصد صرف خلافت کے ذریعہ ہی حاصل ہوسکتے ہیں یہ مقاصد عشرہ حسب ذیل ہیں:

اوّل:

عمومی رنگ میں شریعت کی تنفیذ خلافت کا اولین مقصد ہے کیونکہ نبی کی وفات کے بعد یہ اہم ذمہ داری خلیفہ کے ذمہ ہوتی ہے یہ بڑا وسیع کام ہے۔

دوم:

انسانوں میں حقوق وغیرہ کے متعلق تنازعات ہوتے ہیں۔مومنوں میں بھی ایسے اختلافات ہوسکتے ہیں اور ان تمام تنازعات اور اختلافات کا شریعت کے مطابق فیصلہ ہونا ضروری ہے۔ورنہ شقاق اور اختلاف بڑھتا جاتا ہے۔اسلام نے اس کے لئے قضا کا نظام مقرر کیا ہے۔قاضی دراصل خلافت کے نمائندے ہوتے ہیں اور ان پر لازم ہوتا ہے کہ خلیفہ وقت کی طرح بالکل غیر جانبدار رہیں۔اسلام نے اس سلسلہ میں آخری قاضی نبی کی وفات کے بعد خلیفہ کو تسلیم کیا ہے جس کا فیصلہ اسلامی نظام میں آخری ہوتا ہے۔پس خلافت کا وجود باہمی تنازعات کے فیصلہ کے لئے بھی ضروری ہے۔

سوم:

خلافت کے ذریعہ جماعت کا شیرازہ قائم رکھا جاتا ہے اور ان میں اتحاد و اتفاق کی بنیاد کو مضبوط کیا جاتا ہے جب تک کسی قوم کا ایک واجب الاطاعت امام نہ ہو ان کی شیرازہ بندی نہیں ہوسکتی۔

چہارم:

خلیفہ روحانیت میں بھی نبی کا نشین ہوتا ہے۔خلافت کی ایک اہم غرض روحانیت کا انتشار اور نبی کے فیوض کے زمانہ کو لمبا کرنا ہے۔خلافت گویا نبوت کا ظل یا اس کا تتمہ ہوتی ہے اسی لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہر نبوت کے بعد لازماً خلافت ہوتی ہے۔

(کنز العمال)

پنجم:

خلافت کا ایک بڑا مقصد اشاعت دین کے لئے متحد جدو جہد کرنا اور اس کے لئے اسباب مہیا کرنا ہے۔ظاہر ہے کہ جب تک مجاہدین کی روحانی فوج کا کمانڈر نہ ہو وہ باقاعدہ اور کامیاب جنگ نہیں کرسکتی۔خلیفہ اشاعتِ اسلام کرنے والے مجاہدین کا کمانڈر ہوتا ہے اور مناسب طریق پر ان سے مختلف محاذوں پر کام لیتا ہے۔

ششم:

جماعت کی روحانی تربیت اور ان کی تعلیم کا انتظام بھی خلافت کے نظام سے وابستہ ہے۔جس طرح نبی اپنی جماعت کا تزکیہ نفوس کرتا ہے انہیں کتاب الٰہی سے آگاہ کرتا ہے اور تعلیم دین کے لئے سب ذرائع اختیار کرتا ہے اسی طرح خلیفہ کا فرض ہے کہ ان سب طریقوں سے تعلیم و تربیت کا انتظام پایۂ تکمیل تک پہنچائے بالخصوص علم دین کی ترویج خلیفہ کا اولین کام ہے۔

ہفتم:

دشمنانِ دین کے مکائد اور ان کی سازشوں کا پورا پورا علم حاصل کر کے ان کے مقابلہ کی سکیموں کو عملی جامہ پہنانا خلافت کے فرائض میں شامل ہے کیونکہ اس نظام کے بغیر مومنوں کے خوف کو امن سے نہیں بدلا جاسکتا اور نہ ہی دشمن کے شر کا صحیح مقابلہ کیا جاسکتا ہے یہ کام بھی منظم طور پر خلافت کے ذریعہ ہی ہوسکتا ہے۔

ہشتم:

مالی قربانیوں کے ذریعہ جہاد کو مسلسل رکھا جاسکتا ہے یہ قربانی نفس کی اصلاح کے لئے بھی لازمی ہے۔مالی قربانیوں کے سلسلہ کو باقاعدہ رکھنے کے لئے جس روح کی ضرورت ہے اسے پیدا کرنا، بیدار رکھنا اور ترقی دیتے جانا خلافت کی ذمہ داری

ہے۔خلافت کے بغیر دائمی طور پر یہ روح قربانی قائم نہیں رکھی جاسکتی۔

نہم:

نبیوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے نشانات دکھاتا ہے اپنی قدرت نمائی فرماتا ہے یہ نشان نمائی مذہب کی روح ہے اس کے بغیر مذہب محض چھلکا ہے اللہ تعالیٰ نبیوں کے بعد خاص طور پر ان خلفاء کے ذریعہ یہ نشان دکھاتا ہے تاکہ مخالفین پر حجت قائم ہوتی رہے اور جماعت قائم ہوتی رہے اور جماعتِ حقّہ کے لئے اطمینان اور ازدیادِ ایمان کے سامان پیدا ہوتے رہیں۔بلاشبہ نبی کے ماننے والے سارے سچے مومنوں کو حسبِ مراتب یہ روحانی قوت دی جاتی ہے مگر خلیفہ نبی کا پورا جانشین ہوتا ہے اس لئے اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی یہ قدرت نمائی واضح طور پر پوری ہوتی ہے اور یہ خلافت کی ایک عظیم روحانی ضرورت ہے۔

دہم:

جماعت مومنین کی روحانی ترقی اور تربیت کے لئے سب ظاہری سامانوں کے ساتھ ساتھ سوز و گداز سے نکلی ہوئی دعائیں بہترین ذریعہ ہیں یہ دعائیں جس طرح روحانی باپ اپنے بیٹوں کے لئے کرتا ہے اور کوئی نہیں کرسکتا اس لئے نبی کے بعد ایسے روحانی وجود کی اہمیت اور ضرورت عیاں ہے جو دن رات پورے دردِ دل سے اپنی روحانی اولاد کے لئے آستانہ الٰہی پر ناصیہ فرسا ہوتا ہے آنحضرت ﷺ نے خلفاء کی علامت بیان فرمائی ہے۔

یدعون لکم و تدعون لھم

(مسلم)

کہ وہ تمہارے لئے سچے دل سے دعا کرتے ہیں اور تم ان کے لئے دعا کرتے رہو۔

میں نے مجمل طور پر خلافت کے دس مقاصد ذکر کئے ہیں ان مقاصد کے پیشِ نظر خلافت کی ضرورت واہمیت واضح ہے اور اس کا خاص فضل خداوندی ہونا بھی عیاں ہے۔

(الفضل 23/مئی 1962)

(بحوالہ روزنامہ الفضل ربوہ 24/مئی 2004 صفحہ 7,5)

ساتھ اس کے خدا ہے وہ مسرور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہے

مبارک احمد ظفرؔ

نورؓ ، محمودؓ، ناصرؒ و طاہرؒ کے بعد
جانشینِ مسیحؑ ابنِ منصورؒ ہے

جو بھی طاعت کریں گے فلاح پائیں گے
یہ الٰہی نوشتوں میں مذکور ہے

اب اسی سے ہے وابستہ فتح و ظفر
ساتھ تائیدِ حق اس کے بھرپور ہے

اس سے پرخاش رکھتا ہے جو بھی عدو
وہ ہدایت کے رستے سے ہی دور ہے

اس حقیقت میں ذرہ بھی شک ہو جسے
وہ تو شیطاں کے چنگل میں محصور ہے

اس سے عشق و وفا جو کرے گا ظفرؔ
بارگاہِ الٰہی میں منظور ہے

جماعتِ احمدیہ میں قیامِ خلافت کے چشم دید واقعات

اقتباسات از مضامین رقم فرمودہ ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحبؓ

کریم احمد نعیم ابن ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحبؓ

جب سے یہ دُنیا عالم وجود میں آئی ہے اس وقت سے سنت اللہ یہی ہے کہ انبیاءؑ کا ظہور ایسے وقت میں ہوتا ہے جب کہ دُنیا میں ظلمت و تاریکی کا دور دورہ ہوتا ہے۔ اور ظھر الفسا د فی البرّ و البحر کی کیفیت ہوتی ہے۔ تو انبیاء علیھم السلام کی بعثت کے طفیل اللہ تعالیٰ ان ظلمتوں اور اندھیروں کو دور کر دیتا ہے اور ایمان لانے والی اور اعمال صالحہ بجا لانے والی جماعتیں کھڑی کر دیتا ہے۔ اسی طرح آخری زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا اور تمام احباب یہ بخوبی جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اسلام جسکا کہ صرف نام رہ گیا تھا اور وہ بھی مخالفوں کے پُرزور حملوں کی زد میں تھا کی نہایت کامیاب مدافعت کی اور اسکی شکست کو فتح میں تبدیل کر کے رکھ دیا اور یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ احمدیت سچی ہے اور یقیناً سچی ہے اور آپکی اس بہادرانہ جدّ وجہد کو خلافت کے ذریعے جاری رکھنا ضروری ہے اور خلافت کا وجود از حد ضروری ہے۔ اسلام کے خدا نے قرآن کریم میں فرمایا ہے

اِنَّ الدِّینَ عِنْدَاللّٰہِ الاِسْلَام ۔

کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیقی دین اسلام ہی ہے۔

اور پھر فرمایا۔

اِنَّانَحنُ نَزَّلنَا الذِّکر وَ اِنَّا لَہٗ لَحَا فِظُون ۔

یعنی ہم نے ہی اس قرآن و اسلام کو اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اس وعدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے خود احمد قادیانیؑ کی ذات والا صفات کے ذریعے چودھویں صدی کے آغاز پر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا نظام قائم فرمایا۔ یہ نظام حقیقتاً حسب بشارات قرآنیہ قائم ہوا ہے اور خالص توحید پر قائم ہے اور ہر قسم کی بدعات سے پاک ہے کیونکہ اس کا نور آسمان سے نازل ہوا ہے اور یہ اسی نور کا پَرتو ہے جو آج سے 1400 سال پہلے مکہ میں نازل ہوا تھا۔ ہم ایک عرصہ سے اس نور سے فیضیاب ہوتے رہے۔ بالآخر اس نور کو لانے والا مقدس وجود اللہ تعالیٰ کی سنت کے ماتحت اپنا کام ختم کر کے 26 مئی 1908 کو ہم سے رخصت ہو گیا۔

خلافتِ اُولیٰ اس وقت ہم مٹھی بھر احمدیوں کی یہ حالت تھی کہ ہمیں اپنی جماعتی زندگی ختم ہوتی نظر آتی تھی کیونکہ جو آسمانی نور ہمیں ملا تھا وہ ختم ہوتا نظر آ رہا تھا۔ کوئی چارہ نظر نہ آتا تھا کہ ہم اپنی چھوٹی شمعوں کو ایک جگہ جمع کر کے نور احمد کی کامل شمع کا نظارہ پیش کرتے ہوئے دین اسلام کے فتح کے نقارہ کو جو احمدؑ کے ہاتھوں بجا تھا بجائے چلے جائیں۔ چنانچہ خوش قسمتی ہے کہ ہمیں اس سبیل کی سمجھ مل گئی کہ جس سے یہ شمعیں ایک جگہ جمع ہو سکتی تھیں وہ اس مبارک ہاتھ پر جمع ہونا تھا جسکا نام خدائے اسلام نے پہلے سے ہی نور الدین رکھا ہوا تھا پس یہ اجتماع مبارک اسی وقت میسر آ گیا جس وقت پیارے احمدؑ کی مفارقت وقوع میں آئی۔ حضورؑ کا جنازہ پڑھا گیا۔ جنازہ حضرت مولوی نور الدینؓ نے پڑھایا۔ ان کو امام کس نے بنایا؟ احبابِ حاضر نے۔ وہ خود بخود امام نہ بنے تھے۔ پس قدرتِ ثانیہ کا ظہور احبابِ جماعت کی فراست کی شکل میں نمودار ہوا۔ جس کی وجہ سے حضرت مولوی صاحبؓ کو جنازہ پڑھانے کے لئے چنا گیا۔ میں بھی اس جنازہ میں شریک تھا۔ لاہور میں اس نماز جنازہ کے بعد حضور کے جسدِ مبارک کے تابوت کو پانچ یا چھ سو افراد کی معیت میں جس میں خاکسار بھی شامل تھا قادیان پہنچایا گیا۔

27 مئی بعد دوپہر کے قریب میں نے دیکھا کہ ایک گروہ جس کے پیش رو خواجہ کمال الدین صاحب تھے حضرت مولوی نور الدینؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خواجہ صاحب نے حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ سے درخواست کی کہ بیعتِ خلافت لیں۔ کچھ دیر قیل وقال ہوتی رہی اس کے بعد میں نے دیکھا کہ حضرت مولوی صاحبؓ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے ہیں جبکہ 1200 کے قریب احباب سننے کے لئے جمع تھے آپ نے فرمایا:

''احباب مجھ بوڑھے پر خلافت کا بوجھ لا د رہے ہیں میرے نزدیک مجھ سے زیادہ لائق افراد خاندانِ مسیح موعودؑ میں ہیں جیسا کہ میاں محمود احمد صاحبؓ، نواب محمد علی

خان صاحبؓ اور میر ناصر نواب صاحبؓ وغیرہ۔ میں تو یہاں تک بھی تیار ہوں کہ اگر صاحبزادی امتہ الحفیظ صاحبہؓ کو ہی چن لیا جائے تو ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں مگر جماعت چونکہ مجھے بیعت لینے کے لئے مجبور کر رہی ہے اس لئے میں بیعت لیتا ہوں۔ یہ ایک بڑا بوجھ ہے اس کا اٹھانا مامور کا کام ہوسکتا ہے، کیونکہ اس کے ساتھ خدا کے عجیب در عجیب وعدے ہوتے ہیں جو اسکے دکھوں کے لئے جو پیٹھ توڑ دیں عصا بن جاتے ہیں موجودہ حالات میں سوچ لو کہ کیا وقت ہم پر آ گیا ہے۔ اس وقت مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کے پیچھے جمع ہوں۔ میں خود ضعیف ہوں بیمار رہتا ہوں۔ اتنا بڑا کام آسان نہیں۔''

اس کے بعد حضرت مولوی صاحبؓ نے بیعت لی اور سب نے برضا و رغبت بیعت کر لی۔ اس میں سب سے بڑا کمال حضرت اُم المومنینؓ کا نظر آتا ہے اور پھر حضرت میاں محمود احمدؓ اور تمام افراد خاندانِ حضرت مسیح موعودؑ کا۔ اس پہلے دن کی بیعت میں خاکسار بھی شامل تھا۔

الغرض 27/مئی کا دن جماعت کے لئے بڑا مبارک دن تھا جس میں خلافت کی بنیاد پڑی اور ان کے ہاتھوں سے پڑی جنہوں نے بعد میں امرِ خلافت سے انحراف کیا یعنی خواجہ کمال الدین وغیرہ۔ حضرت مولوی صاحب کا وجود اس نَصبِ خلافت کے لئے نہایت بابرکت و مناسب ٹھہرا جبکہ احباب کی ارادت ومحبت اور قربت اسی طرح نظر آنے لگی جس طرح حضرت مسیح موعودؑ کے وقت نظر آتی تھی۔ اور جماعت کی اعلیٰ درجہ کی شیرازہ بندی ہوگئی اور بدخواہ دشمن منہ دیکھتا رہ گیا۔

خلافتِ ثانیہ

خلافتِ اولیٰ کی چھ سالہ ضیاء پاشیوں کے بعد وہ دور شروع ہوتا ہے کہ جس کو ہم خلافت کا سنہری دور کہیں تو بجا ہوگا۔ یہ خلافتِ ثانیہ کا دور کیسے شروع ہوا؟ 1912 میں یہ خاکسار اپنی ڈاکٹری کی تعلیم لاہور میں مکمل کرنے کے بعد پٹیالہ میں سرکاری ہسپتال میں بطور اسسٹنٹ سرجن مقرر ہوا۔ اور جماعت پٹیالہ کا سیکریٹری جنرل مقرر رہا۔ 13/مارچ 1914 بروز جمعہ خاکسار کو ایک کارڈ مرسلہ از قادیان موصول ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی عمر بجائے دنوں کے گھنٹوں میں شمار ہو سکتی ہے۔ ہم نے وقت پر اطلاع دے دی ہے۔ آئیندہ کا بھی فکر ہے۔

(دستخط روشن علی)

اس کارڈ کے پیشِ نظر مشورہ کیا گیا پھر خاکسار کو بطور نمائیندہ قادیان بھیجنے کا فیصلہ ہوا۔ اور اُسی شام خاکسار قادیان روانہ ہوگیا۔ میرے ساتھ محمد مصطفیٰ صاحب دین مولوی عبداللہ خان صاحب سابق پریذیڈنٹ پٹیالہ بھی چل پڑے۔ ہم جب امرتسر پہنچے تو ہمیں اطلاع مل گئی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا انتقال ہو گیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون۔ جب بٹالہ سے قادیان یکّہ پر سوار ہو رہے تھے تو محترم محمد موسیٰ صاحبؓ نے ایک کاغذ راستے میں ہمیں پیش کیا جس میں تحریر تھا

''خدا کو حاضر ناظر جان کر اپنی رائے ثبت کرو کہ آیا اب خلافت ہونی چاہیئے یا نہیں۔ اور اگر ہونی چاہیئے تو ایسی ہی جیسی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی یا کسی اور طرح کی''

اس پر محمد مصطفیٰ نے فوراً دستخط کر دیئے کہ ہاں خلافت ہونی چاہیئے اور ویسی ہی جیسی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی تھی۔ جب کاغذ میرے پاس پہنچا میں نے بھی اس پر بعد شرح صدر دستخط کر دیئے۔ اس سفر میں ہمارے مولوی محمد احسن صاحب امروہیؓ بھی امرتسر سے شامل ہو گئے تھے اور راستہ بھر خلافت کے بارے میں ہی آپ سے گفتگو رہی۔ تقریباً بارہ بجے ہم قادیان پہنچے مہمان خانہ میں پہنچے جہاں کھانا اور نماز کی تیاری کر کے مسجد نور جانا تھا۔ مہمان خانہ کے دروازے پر ہی محمد مصطفیٰ صاحب کو مولوی محمد علی صاحب والا وہ ٹریکٹ مل گیا جس میں اُنھوں نے پرزور لفظوں میں خلافت قائم ہونے کی مخالفت کی تھی اسی نے ان کے خیالات کو مکمل بدل دیا۔ یہ ٹریکٹ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کے فوراً بعد ہی لوگوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ لوگوں میں بے حد گھبراہٹ تھی۔ ہر کوئی اطاعت اور فرمانبرداری کے جذبے سے معمور خلافت کے قیام کے حق میں پرجوش نظر آتا تھا۔ خاکسار بھی ان میں شامل تھا اور دعوتِ خلافت دینے والوں میں میرا نام فہرست میں پایا جاتا ہے۔

جب ہم مسجد نور میں پہنچے تو سب سے پہلے مجھے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ملے۔ اور کہنے لگے کہ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ خلیفہ کے انتخاب میں ہمیں جلدی نہیں کرنی چاہیئے۔ آئیندہ کوئی تاریخ مقرر کرنی چاہیئے۔ بہت سے احباب کو جمع کر لیا جائے پھر انتخاب ہو جائے۔ اس پر خاکسار نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب جب خلافتِ اولیٰ کا انتخاب ہوا تھا اس وقت جس تعداد میں احباب موجود تھے اس سے کہیں زیادہ اس وقت موجود ہیں۔ اس وقت پہلے خلافت کا انتخاب ہوا تھا پھر تدفین عمل میں آئی تھی۔ دوسری بات جو میں نے کہی کہ جس نے خلیفہ بننا ہے وہ یہیں انہی احباب میں سے ہوگا کوئی نیا پیدا ہو کر تو آنے سے رہا۔ ہماری رائے تو یہ ہے کہ جملہ اراکین صدر انجمن احمدیہ مسجد میں بیٹھ کر خدا کو حاضر و ناظر جان کر کسی ایک شخص کو خلیفہ منتخب

کرلیں۔اسی کے ہاتھ پر جماعت بیعت کرلے گی۔ڈاکٹر صاحب خاموش ہو گئے۔اس وقت مسجد میں تقریباً دو ہزار حامیانِ خلافت کا مجمع تھا۔صرف چند ایک اس کی مخالفت میں تھے۔اس کے تھوڑی دیر بعد محمد احسن صاحب امروہیؓ مسجد میں داخل ہوئے اور منبر پر کھڑے ہوکر حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔میرے نزدیک خلافت کا ہونا ضروری ہے اور میں صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد کو ہی اس لائق سمجھتا ہوں اور فرمایا میں خود تو صاحبزادہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں آگے لوگوں کا اختیار ہے۔اسپر تمام لوگوں نے یک زبان ہوکر کہا حضرت میاں صاحب بیعت لیں۔۔۔چنانچہ حضور نے بیعت لے لی۔آپکو بیعت کے الفاظ بھی اچھی طرح یاد نہ تھے۔حضرت مولوی سرور شاہ صاحبؓ آپ کو بیعت کے الفاظ کہلوارہے تھے اور آپ بیعت لے رہے تھے۔یہ آپ کی روحانی کشش تھی کہ جسکی بدولت آپکے روحانی بچے جن میں بڑے بڑے بزرگ صحابہ حضرت مسیح موعودؑ شامل تھے آپکے گرد جمع ہوگئے۔ الحمد للہ اور یہ عاجز دوسری مرتبہ پہلے دن بیعت کرنے والوں میں شمار ہوگیا۔اور حضرت محمودؓ کا غلام بن گیا۔مجھے آپ کے وجود میں حضرت مسیح موعودؑ بیٹھے نظر آتے ہیں اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت مسیح موعودؑ کا آپ کی ذات میں دوبارہ زندہ ہونا 1930 میں خواب میں دکھایا تھا۔اور آپ کے فدائی خادم لاکھوں موجود ہیں اور آپ کی قوت قدسیّہ کی تاثیر سے واقعی مرمٹنے والوں کی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں جو آپ کے حسن ظاہری و باطنی اور حقانیت کی دلیل ہیں۔

(الفضل 25 رفروری 1960)

خلافتِ ثالثہ

جماعتِ احمدیہ کی دس سالہ تضرّعات اور ان کا شیریں پھل

خاکسار 1918 سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا طبی مشیر خاص اور سفر و حضر میں حضور کا ساتھی رہا۔ جماعت احمدیہ 1955 سے 1965 تک جس قدر تضرّع اور الحاح سے حضورؓ کی لمبی بیماری میں حضورؓ کے لئے دعا کرتی رہی اور صدقات دیتی رہی اس کی مثال روئے زمین پر نہیں مل سکتی۔بار بار دعا کے لئے خاص تحریکات کی جاتی رہیں اور جب حضورؓ کو کامل صحت نہ ہوئی تو بعض لوگوں نے یہ گمان کیا کہ جماعت کی دعائیں قبول نہیں ہوئیں۔لیکن خالقِ کائنات خوب جانتا تھا کہ یہ دُعائیں صدقات ضائع نہیں ہوں گے بلکہ کسی نہ کسی رنگ میں اسکی بارگاہ میں شرف قبولیت حاصل کریں گے اور وہ ایک ضرور انکو نتیجہ دکھائے گا کہ ان کی دُعائیں احسن طریق پر قبول ہوکر ایک احسن تخلیق کا موجب بنی ہیں۔خدائے رحیم و کریم ان دُعاؤں کو جمع کرتا جارہا تھا اور ہمارے صدقات محفوظ کررہا تھا۔اور جماعت احمدیہ کو تضرّع اور ابتہال کا موقع دے رہا تھا۔اور اسے اپنے در کا فقیر بنائے چلا جارہا تھا۔ اور ساتھ ہی ساتھ اپنی رحمانیت کے صدقے مخفی طور پر ایک روحانی وجود کی تخلیق کر رہا تھا کہ ایک دن جماعت احمدیہ یقین کی آنکھ سے دیکھ لے کہ اس کا رحیم و کریم خدا اجر دینے میں کتنا صادق اور وفادار ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو وفات دیدی تو وہ اپنی مخفی تخلیق کو سامنے لے آیا اور دُعاؤں کا بدلہ خلافتِ ثالثہ کے رنگ میں دے دیا۔اللہ تعالیٰ کے اس احسان عظیم کا جماعت جتنا بھی شکر کرے کم ہے۔اللہ تعالیٰ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث کی عمر دراز کرے اور وہ روحانی بلندیاں عطا کرے کہ جماعت احمدیہ کی خوش بختی میں اور ترقی ہو۔

احبابِ جماعت حضرت مسیح موعودؑ کی

نافلة لك

والی پیشگوئی کے پورا ہونے سے آشنا ہوچکے ہوں۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بعض احباب جماعت کو بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے متعلق مبشرات سے نوازا ہے۔ ڈاکٹر شیخ عبداللطیف صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں اپنی 1944 کی رویاء لکھی۔فرماتے ہیں میں دیکھتا ہوں کہ حضور کی زندگی کے کم و بیش ہونے کا سوال بارگاہِ الٰہی میں درپیش ہے پھر میں دیکھتا ہوں کہ کسی کو بہت بڑا رُتبہ ملنے والا ہے۔اسکے بعد میری آنکھوں کے سامنے حضرت مرزا ناصر احمد کی شکل بہت دیر تک گھومتی رہی۔پھر میری آنکھ کھل گئی۔

(یہ رویاء الفضل 18/ مارچ 1944 میں چھپی بحوالہ الفضل 11/فروری 1966 صفحہ 3)

نوٹ: اس کے بعد 13 راپریل 1967 میں حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحبؓ کی وفات ہوگئی۔

ایک ضروری تصحیح

قارئین رسالہ النور کی خدمت میں عرض ہے کہ النور شمارہ المصلح موعودؓ کے مضمون "کارہائے نمایاں دورِ فضلِ عمرؓ" میں ایک غلطی تھی جس کی تصحیح کی جارہی ہے:

''26 راگست 1962 میں حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ نے اپنے دستِ مبارک سے زیورچ میں پہلی بیت الحمد کا سنگِ بنیاد رکھا تھا۔''

قسط دوم

چار عظیم قوموں کے بارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں

فضل الٰہی انوری۔جرمنی

دوسری و آخری قسط: پہلی قسط کے لئے دیکھیں النور شمارہ مارچ، 2005

چوتھی قوم جس کے اسلام سے وابستہ ہوجانے کے بارے میں آپ نے پیشگوئی فرمائی وہ، وہ قوم یا اقوام ہیں جو مغرب میں رہ رہی ہیں اور اس وقت دنیا کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور مہذب ہونے کی دعویدار ہیں۔ یہی وہ اقوام ہیں جو گذشتہ دوہزار سالوں سے اپنے مشرکانہ عقائد کے باعث اور ایک انسان کو خدائی کا درجہ دینے کے نتیجہ میں خدائی عبادت سے محروم چلی آرہی ہیں۔ ان اقوام کے بارے میں آنحضرت ﷺ کی بیان فرمودہ پہلے ہی سے ایک خبر

تَطْلُعُ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا

کے الفاظ میں احادیث میں موجود ہے جو ان کے اسلام کی آغوش میں آنے کا پتہ دے رہی ہے، اور پھر آپ ﷺ کے روحانی فرزند، حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام، پر اس خبر کی جو حقیقت کھولی گئی اس سے اس امر کی مزید وضاحت ہوتی ہے کہ ان اقوام کا تابناک مستقبل اسلام سے وابستہ ہو چکا ہے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

''طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا، ہم اس پر بہر حال ایمان لاتے ہیں۔ لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا، وہ یہ ہے کہ مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمتِ کفر وضلالت میں ہیں، آفتابِ ہدایت سے منور کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا''۔

(ازالہ اوہام. روحانی خزائن جلد3صفحہ376-377)

صرف یہی نہیں بلکہ تصویری زبان میں آپ کو یہ بھی بتایا گیا کہ ان اقوام کی اپنے مشرکانہ عقائد سے نجات اور دین اسلام سے وابستگی تیر وتفنگ یا بندوق اور تلوار کے ذریعے نہیں بلکہ ان دلائل علمیہ وعقلیہ کے زور پر ہوگی جن کی بے پناہ دولت آپؑ کو عطا کی گئی اور جن سے آپؑ کا علم کلام بھرا پڑا ہے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

''میں نے دیکھا کہ میں شہر لندن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلّل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا۔ سو میں نے اس کی تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائینگے۔''

(ازالہ اوہام. روحانی خزائن جلد3صفحہ377)

پھر انہی بشاراتِ سماویہ کی بناء پر آپؑ نے دنیا کو یہ عظیم الشان مژدہ سنایا کہ:

''اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا اور بعد میں اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائینگے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور نُور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔''

(اشتہار، مورخہ14/جنوری1897جلد 2صفحہ 304)

اور پھر اہل مغرب کی عیسائی اقوام کے اندر خصوصاً اور دنیا کی دوسری قوموں کے اندر عموماً، اسلام پھیلنے سے متعلق آپؑ نے مندرجہ ذیل معرکۃ الآراء پیشگوئی فرمائی:

''قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہونگی، مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں

گے، مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا، نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کردے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں، ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کردے گا۔ لیکن نہ کسی تلوار سے، اور نہ کسی بندوق سے، بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے، اور پاک دلوں پر ایک نُور اتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔''

(اشتہار، مورخہ 14/ جنوری 1897 جلد 2 صفحہ 305)

یہ جملہ اقوام عالم، بشمول اہل مغرب، کے لئے آئندہ کی وہ خبریں ہیں جو مستقبل قریب میں انشاء اللہ ضرور پوری ہونگی۔ تاہم ان کے آثار ابھی سے ظاہر ہونے شروع ہوگئے ہیں اور یورپ کے عقلمند اور سنجیدہ مزاج لوگ ابھی سے صلیبی عقائد سے بیزار ہو کر کسی ایسے مذہب کی تلاش میں سرگردان ہیں جو انہیں حقیقی راحت اور تسکین بخش سکتا ہو اور یہ حقیقت ہے کہ انہیں سچی تسکین بخشنے والا مذہب سوائے اسلام کے اور کہیں نہیں ملے گا۔ حضرت بانی سلسلہ علیہ السلام نے اسی روحانی تغیر کو اپنی کشفی آنکھ سے دیکھتے ہوئے آج سے ایک صدی پیشتر ہی اہل دنیا کو یہ مژدہ سنادیا تھا کہ ؎

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار

آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگہ زندہ وار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

خدا کرے کہ وہ دن جلد آجائے جب اسلام کا روحانی سورج اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ اہل مغرب پر چمکنا شروع ہوجائے اور صدہا سالوں سے گمراہی، شرک اور مردہ پرستی میں ڈوبی ہوئی یہ اقوام، توحید کے ابدی چشمہ سے سیراب ہو کر دل وجان سے اس پر نثار ہونے لگ جائیں۔ آمین، ثم آمین۔

مغربی اقوام کے اسلام کے نور سے منور ہونے سے متعلق حضرت مخبر صادق ﷺ کی پیشگوئی اور اس کے عملی ظہور سے متعلق آپؐ کے روحانی فرزند، حضرت مسیح پاک علیہ السلام، کو ملنے والی آسمانی بشارات کے ذکر کے ساتھ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ کے خلفاء جو آپؑ کی نیابت میں آپ ہی کے لائے ہوئے مشن کی تکمیل واشاعت کا کام کر رہے ہیں، کی بھی بعض پیشگوئیوں کا ذکر کر دیا جائے جو وہ اپنے اپنے دورِ خلافت میں اللہ تعالیٰ سے علم پا کر کرتے رہے اور اس طرح فرزندانِ احمدیت کے دلوں میں اس یقین کی شمع روشن کرتے رہے کہ اہل مغرب کے ہدایت پانے اور توحید کے جھنڈے تلے جمع ہونے کا وقت قریب سے قریب تر آن پہنچا ہے۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے حضرت بانی سلسلہ علیہ السلام کے دوسرے خلیفہ کی ایک رؤیا بیان کی جاتی ہے جس میں آپؓ نے دیکھا کہ جرمن قوم احمدی ہوگئی ہے اور اس طرح وہ اُس گھر کی روحانی چاردیواری کے اندر داخل ہوگئی ہے جس کے بارے میں خدا کا وعدہ ہے کہ وہ اسے ہر شر سے محفوظ رکھے گا۔ چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں، میں نے دیکھا (یہ جنوری 1945 کی بات ہے) کہ:

''ہٹلر ہمارے گھر میں آیا ہے۔ پہلے مجھے پتہ لگا کہ ہٹلر قادیان میں آیا ہوا ہے اور مسجد اقصیٰ (قادیان میں سب سے بڑی مرکزی مسجد۔ ناقل) میں گیا ہے۔ اور میں نے اس کی طرف ایک آدمی دوڑایا اور کہا کہ اسے بلا لاؤ۔ چنانچہ وہ اسے بلا لایا۔ میں نے اسے ایک چارپائی پر بٹھا دیا۔ اور اس کے سامنے میں خود بیٹھ گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ بے تکلف وہاں بیٹھا تھا اور ہمارے گھر کی مستورات بھی اس کے سامنے بیٹھی ہیں۔ میں حیران تھا کہ ہماری مستورات نے اس سے پردہ کیوں نہیں کیا۔ پھر مجھے خیال آیا کہ ہٹلر چونکہ احمدی ہوگیا ہے اور میرا بیٹا بن گیا ہے اس لئے ہمارے گھر کی مستورات اس سے پردہ نہیں کرتیں۔ پھر میں نے اسے دعا دی اور کہا، اے خدا اس کی حفاظت کر اور اسے ترقی دے۔ پھر میں نے کہا، وقت ہو گیا ہے، میں اسے چھوڑ آؤں۔ چنانچہ میں اسے چھوڑنے کے لئے گیا۔ میں اس کے ساتھ جارہا تھا اور یہ خیال کر رہا تھا کہ میں نے تو اس کی ترقی کے لئے دعا کی ہے اور ہم انگریزوں کے ماتحت ہیں اور ان کے ساتھ ان کی لڑائی ہے۔ یہ میں نے کیا کِیا ہے۔ لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ وہ ہٹلر عیسائی ہے اور یہ ہٹلر احمدی ہو چکا ہے، اس لئے اس کے لئے دعا کرنے میں کیا حرج ہے۔''

(روزنامہ الفضل قادیان، 8/ فروری 1945)

یہ رؤیا جیسا کہ اوپر ذکر آیا ہے، 1945 کی ہے۔یعنی اس زمانہ کی جب برصغیر (ہندو پاکستان) انگریزی عملداری کے ماتحت تھا، جنگ عظیم دوم اپنے عروج پر تھی اور ہٹلر کا نام پوری جرمن قوم کے ترجمان کے طور پر زباں زدِ خلائق تھا۔چونکہ عرف عام میں بھی کسی قوم یا حکومت کا نام لینے کی بجائے صرف اس کے سربراہ کا نام لینا کافی سمجھا جاتا ہے لہذا حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ کو رؤیا میں یہ دکھایا جانا کہ ہٹلر آپ کے گھر آیا ہے اور مسلمان ہو گیا ہے، اس کی پوری قوم کے اسلامی جھنڈے تلے آجانے کی پیش خبری کا آئینہ دار تھا۔یہی تعبیر خود آپ نے بھی فرمائی جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

''یہ رؤیا بھی بتاتی ہے کہ ناٹسی Natzi قوم (مراد جرمن قوم۔ناقل) اسلام کی طرف توجہ کرے گی'' (ایضاً)

بلکہ اس سے بھی بہت پہلے آپ نے اللہ تعالیٰ کے دئے ہوئے علم کے مطابق اس قوم (جرمن۔ناقل) کی ترقی اور اس کے عظیم الشان مستقبل کے بارے میں ایک ایسی پیشگوئی فرمائی تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس قوم کا مستقبل بھی اسلام سے وابستہ ہو چکا ہے۔یہ اس وقت کی بات ہے جب جنگِ عظیم دوم شروع ہو چکی تھی اور جرمن فوجیں ایک بے پناہ طوفانی سیلاب کی مانند آگے بڑھتی جارہی تھیں، جس کے نتیجے میں یورپ کے بہت سے ممالک اس کی یلغار کے سامنے بے بس ہو کر اس کے آگے ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گئے تھے۔اس دوران (یہ اپریل 1941 کی بات ہے جب جنگ چھڑے ہوئے ابھی بمشکل دو سال کا عرصہ ہی ہوا تھا) آپ نے ایک رؤیا دیکھی جس میں آپ کو اس جنگ کے اسلام کے حق میں مفید ہونے کے بارے میں بعض اشارات دکھائے گئے۔چنانچہ آپ نے اسی ماہ (اپریل) منعقد ہونے والی مجلس مشاورت (جماعت احمدیہ عالمگیر کی اعلیٰ سطح کی مشاورتی کمیٹی) کے نمائندگان سے خطاب کرتے ہوئے اپنی اس رؤیا کا ذکر کر کے جہاں احبابِ جماعت کو دعاؤں کی تحریک فرمائی، وہاں جرمن قوم کا ذکر کرتے ہوئے بڑے واشگاف الفاظ میں بتایا کہ اگر اسے اس جنگ میں بھی شکست ہوئی تو پھر اسے اپنے مستقبل کے لئے کیا کرنا ہوگا۔چنانچہ فرمایا:

''جرمن قوم تین سال سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہی ہے اور اس غرض کے لئے اس نے بڑی بڑی قربانیاں کی ہیں، اگر اس جنگ میں بھی اسے کامیابی نہ ہوئی تو ہم اسے بتا سکیں گے کہ خدا نے تمہاری کامیابی کا کوئی اور ذریعہ مقرر کیا ہوا ہے جو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تم خدا کے دین میں داخل ہو جاؤ، پھر تمہیں دنیا میں کوئی مغلوب نہیں کر سکے گا۔''

(رپورٹ مجلس مشاورت منعقدہ 11تا13/اپریل 1941)

اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کے تیسرے خلیفہ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحبؒ نے بھی ایک رؤیا دیکھی جس میں تصویری زبان میں آپ کو جرمن قوم کے آئندہ پچاس سے سو سالوں کے اندر اندر توحید کے جھنڈے تلے آجانے کی خبر دی گئی تھی۔یہ رؤیا جو آپ نے اپنے تعلیمی زمانے میں دیکھی تھی، اُس وقت آپ نے بیان فرمائی جب 1967 میں آپ سلسلہ کے تیسرے امام کی حیثیت سے اپنے دورۂ یورپ کے دوران فرانکفورٹ میں ورود فرما تھے۔آپ نے فرمایا:

''میں نے دیکھا کہ ایک جگہ ہے۔وہاں ہٹلر بھی موجود ہے۔وہ مجھے کہتا ہے، آئیں میں آپ کو اپنا عجائب خانہ دکھاؤں۔چنانچہ وہ مجھے ایک کمرے میں لے جاتا ہے جہاں مختلف قسم کی اشیاء پڑی ہیں۔اس کمرہ کے وسط میں پان کی شکل کا ایک پتھر ہے جیسے دل ہوتا ہے اس کے اوپر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا ہے۔اسکی تعبیر میں آپ نے فرمایا کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جرمن قوم اگرچہ اوپر سے پتھر دل یعنی دین سے بیگانہ نظر آتی ہے مگر اسکے دلوں میں احمدیت یعنی سچے اسلام کو قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔''

(الفضل. مورخہ 10/اگست 1967)

حضورؒ نے یہ خواب فرانکفرٹ کی 'مسجد نور'' میں احباب جماعت کے سامنے بیان فرمائی جس پر خاکسار راقم الحروف نے اسی وقت اسے لکھ کر حضورؒ کی اجازت اور منظوری سے اخبار''الفضل'' میں اشاعت کی غرض سے ربوہ بھجوادیا۔اخبار مذکورہ کا متن خاکسار کا ہی ارسال کردہ ہے۔

اسی طرح 1973 میں یورپی مشنوں کے دوسرے دورہ کے موقع پر بھی مسجد نور فرانکفرٹ میں منعقدہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

''مجھے یقین ہے کہ پچاس سے سو سال کے اندر اس آسمانی انقلاب (یعنی اسلام کے حق میں رونما ہونے والا روحانی انقلاب۔ناقل) کو دنیا عموماً اور جرمن قوم خصوصاً تسلیم کرلے گی۔''

(الفضل مورخہ16/ستمبر 1973)

اس کے تین سال بعد آپ نے اپنے تیسرے دورۂ جرمنی کے موقع پر فرانکفرٹ کے چیف میئر (Ober Burgermeister) مسٹر مارٹن برگ (Herr Martin Berg) سے ملاقات کے وقت انہیں جرمن ترجمہ قرآن کریم کا تحفہ دیتے ہوئے پھر یہ خوشخبری دہرائی اور بڑے واشگاف الفاظ میں دعویٰ فرمایا کہ جرمن لوگ بحیثیت قوم عنقریب اسلام قبول کرلیں گے۔

عاجز راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ اس ملاقات کے وقت بھی خاکسار بطور امام ''مسجد نور'' فرانکفرٹ اور مشنری انچارج جرمنی، حضور کے ہمراہ تھا۔ اس ملاقات کی تصویر 8رستمبر 1976 کے FRANKFURTER ABEND POST میں مندرجہ ذیل معنی خیز تبصرے کے ساتھ شائع ہوئی:

''فرانکفرٹ کے چیف میئر کو جماعت احمدیہ کے سربراہ کی طرف سے علاوہ جرمن ترجمۂ قرآن کے یہ یقین دہانی بھی موصول ہوئی کہ جرمن قوم بہت جلد اسلام قبول کرلے گی''۔

پھر اس روحانی انقلاب کو اپنی خداداد بصیرت سے دیکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چوتھے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے ایک جرمنی کے دورے کے دوران فرمایا:

''مجھے جرمنی کا مستقبل بہت روشن دکھائی دیتا ہے۔۔۔میرے کل کے جرمنی کے مختصر دورے نے مجھے زیادہ یقین دہانی کروائی ہے کہ انشاء اللہ عظیم جرمن قوم تمام یورپ کی تمام پہلوؤں سے قیادت کرے گی۔ گو یہ قوم عیسائیت قبول کرنے میں سب سے آخر میں تھی لیکن انشاء اللہ احمدیت قبول کرنے میں سب سے پہلے ہوگی۔''

(ضمیمہ انصار اللہ۔ ربوہ ستمبر 1987)

اسی طرح انگلستان کے بارے میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوسرے خلیفہ یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے بعض ایسے انکشافات ہوئے جن کی بناء پر آپ نے اس کے مستقبل قریب میں اسلام قبول کرلینے کی بڑے واشگاف الفاظ میں پیشگوئی فرمائی۔ چنانچہ فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے انگلستان سے ایک بہت بڑا کام لینا ہے۔ جب تک یہ اس کام کو نہ کرلے گا، خدا تعالیٰ اسے کمزور نہ ہونے دے گا۔ الٰہی نوشتوں نے ازل سے اس کے ذمہ ایک اتنا بڑا کام لگایا ہے کہ جتنا آج تک اس نے نہیں کیا اور جب تک وہ اس کام کو نہ کرلے گا، کوئی طاقت اسے تباہ نہیں کرسکتی۔ اور اس کام کے کرلینے کے بعد امید ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعائیں کی ہیں اور آپ کی پیشگوئیاں بھی ہیں، اسے سچا مذہب اختیار کرنے کی توفیق دے دے گا اور پھر آئندہ صدیوں تک اس طرح اسے ایک نئی زندگی مل جائے گی۔''

(روزنامہ الفضل، قادیان، مورخہ 17رجنوری 1945)

ایک پوری قوم کے بارے میں اس قدر تحدّی سے اور اتنے صریح الفاظ میں کی ہوئی پیشگوئی بلا وجہ نہیں ہوسکتی۔ جس عظیم کام کے حوالے سے آپؓ نے یہ اتنی بڑی پیشگوئی فرمائی، وہ اس عاجز کی رائے میں اس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چوتھے خلیفہ یعنی حضرت مرزا طاہر احمدؒ اور اس کے بعد جماعت کے موجودہ امام اور خلیفہ، حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، کو یہاں قیام کی اجازت دینا ہے۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں، پاکستان کے موجودہ دستور کے مطابق کسی احمدی کا اپنے آپ کو مسلمان کہنا بلکہ اسلام کا لفظ تک منہ سے نکالنا قانونی جرم بن چکا ہے۔ اسی لئے جب جماعت احمدیہ کے سربراہ کے لئے وہاں رہ کر اپنے فرائضِ منصبی کی ادائیگی عملاً ناممکن ہوگئی تو ان حالات میں اس ملک (برطانیہ) کا عملاً باہیں پھیلا کر خلفاء جماعت احمدیہ کو قبول کرنا، اور ان کے عملہ اور رفقائے کار کے لئے ویزا کی تمام سہولتیں مہیا کرنا اور سب سے بڑھ کر انہیں اپنے عقیدہ اور مذہب کی اشاعت اور تبلیغ کی پوری پوری آزادی دینا یقیناً برطانوی حکومت کا ایک ایسا کارنامہ ہے جو آنے والی کئی نسلوں تک عالم احمدیت کو اُسکا گراں بارِ احسان رکھے گا۔ اور اب تو اس ملک کی سرزمین سے جماعت کے عالمی نشریاتی ادارہ، مسلم احمدیہ ٹیلیویژن (MTA) کے ذریعے تمام دنیا میں اسلام کی نشر و اشاعت کا جو سلسلہ پچھلے نو، دس سالوں سے جاری ہے اور اس پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں، اس کی بدولت عالمگیر جماعت احمدیہ کا ہر فرد اس ملک اور اس کے باشندوں کے لئے ممنونیت کے جذبات سے لبریز ہے اور اس کے دل کی گہرائیوں سے اس ملک کی حکومت اور اس

کے باشندوں کے لئے دعائیں نکل رہی ہیں اور نکلتی رہیں گی۔انشاءاللہ العزیز۔

اسی طرح، آپؓ نے (حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے) اہل مغرب کے اُس ملک کو بھی اسلام کی آغوش میں آجانے کی بشارت بہم پہنچائی جو اس وقت اپنے اقتصادی، فوجی اور سائنسی تفوق کی بنا پر گویا مغرب کا لیڈر بن چکا ہے۔یہ اُس وقت کی بات ہے جب ایک بار امریکہ کی حکومت نے وہاں بھیجے جانے والے سلسلہ کے ایک مبلغ کو ساحل پر اترتے ہی گرفتار کرلیا تھا۔اگرچہ بعد میں انہیں آزاد تو کر دیا۔تاہم ان کی تبلیغ پر پابندیاں عائد کردیں (یہ 1920 کی بات ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مخلص رفیق، حضرت مفتی محمد صادقؓ پہلی بار بطور مبلغ اسلام، امریکہ بھجوائے گئے تھے) تو آپؓ (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) نے مندرجہ ذیل الفاظ میں امریکہ کو انتباہ فرمایا:

''ہم نے اپنے ایک مبلغ کو امریکہ بھی بھیج دیا ہے جسے تا حال تبلیغ کی اجازت نہیں دی گئی اور اسے روک دیا گیا ہے۔لیکن ہم امریکہ کی رکاوٹ سے رک نہیں جائیں گے۔امریکہ جسے طاقتور ہونے کا دعویٰ ہے اس وقت تک اس نے ساری سلطنتوں کا مقابلہ کیا اور شکست دی ہوگی۔روحانی سلطنت سے اس نے مقابلہ کر کے نہیں دیکھا۔اب اگر ہم سے مقابلہ کیا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ ہمیں وہ ہرگز شکست نہیں دے سکتا۔کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔۔۔ہم امید رکھتے ہیں کہ امریکہ میں ایک دن لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی صدا گونجے گی۔''

(روزنامہ الفضل، قادیان، مورخہ 15/اپریل 1920)

بحیثیتِ مجموعی آپ نے قرآن کریم کی سورۃ التطفیف جس میں چار بار 'کلّا' کا لفظ آیا ہے، سے استنباط کرتے ہوئے مغرب کی عیسائی اقوام کے مقدر انجام کے بارے میں مندرجہ ذیل حیرت انگیز انکشاف فرمایا (یہ اس وقت کی بات ہے جب دوسری عالمگیر جنگ زوروں پر تھی) حضور نے فرمایا:

''اس میں اس طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ تین جھٹکے عیسائیت کی تباہی کے لئے لگیں گے اور چوتھا جھٹکا اسلام کے قیام کا موجب ہوگا۔۔۔پہلی جنگِ عظیم جو 1918 میں ختم ہوئی، پہلا جھٹکا تھا جو عیسائیت کو لگا۔اب دوسری جنگ شروع ہے۔یہ دوسرا جھٹکا ہے۔اس کے بعد ایک تیسری جنگ عظیم ہوگی جو مغرب کی تباہی کے لئے تیسرا اور آخری جھٹکا ہوگا اس کے بعد ایک چوتھا جھٹکا لگے گا جس کے بعد اسلام اپنے عروج کو پہنچ جائے گا۔''

(تفسیر کبیر، زیر تفسیر سورۃ التطفیف)

غرض یہ جملہ آسمانی انکشافات اہل مغرب کے جس تابناک مستقبل کی نشاندہی کر رہے ہیں، اس کے پیش نظر ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ وقت بعید نہیں بلکہ بہت جلد آنیوالا ہے جب مغرب میں ہر طرف اسلام ہی کی حکمرانی نظر آئے گی۔اور جہاں اس وقت صبح و شام گرجاؤں میں تثلیث کی آوازیں سننے میں آتی ہیں، وہاں پانچ وقت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی صدائیں بلند ہوتی سنائی دیں گی۔خدا کرے کہ یہ وقت جلد آ جائے اور اسے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔آمین!

اس میں کوئی شک نہیں کہ ان مغربی ممالک کی موجودہ مادی اور اقتصادی ترقیات کی طرف دیکھتے ہوئے اور ان کی مذہب سے بیگانگی کی ناگفتہ بہ حالت پر قیاس کرتے ہوئے ایک ظاہر بین نگاہ ان کے اندر بپا ہونے والے اس موعودہ روحانی انقلاب کو ناممکنات میں سے خیال کرے گی۔اس عاجز کو یاد ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے یورپی دوروں کے دوران ایک بار ایک اخبار نویس نے اسی خیال کی بناء پر حضورؒ سے جب یہ دریافت کیا کہ آپ کیونکر اتنی تحدّی کے ساتھ یورپ میں اسلام کے پھیل جانے کا دعویٰ کر سکتے ہیں جبکہ صورتِ حال یہ ہے کہ یہاں کے لوگ مذہب کے تصور سے ہی کانپنے لگ جاتے ہیں تو حضورؒ نے نہایت برجستہ رنگ میں اور پہلے سے بھی زیادہ جوش اور اعتماد کے ساتھ فرمایا:

''ہم اسلام کو اس کی حقیقی خوبصورتی کے ساتھ ایسے طور پر آپ کے سامنے رکھیں گے کہ آپ اسے قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔''

یہ وہی حقیقت افروز ادّعا ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اہل مغرب کے اسلام قبول کرنے کی پیش خبریوں کے ہمراہ بار بار اپنی تحریرات کے اندر پیش کیا ہے۔جیسا کہ ایک مقام پر آپ بیان فرماتے ہیں:

''یورپ اور امریکہ کے لوگ ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے تیاری کر رہے ہیں اور اس سلسلہ کو بڑی عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جیسا کہ ایک سخت پیاسا یا بھوکا جو شدت بھوک اور پیاس سے مرنے پر ہو اور یکدفعہ اس کو پانی اور کھانا مل جائے۔''

(براھین احمدیہ. حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد21صفحہ107)

دراصل اسلامی تعلیمات کے اندر ایک ایسا طبعی حسن پایا جاتا ہے کہ انسانی فطرت ایک غیر معمولی جوش کے ساتھ اسکی طرف مائل ہوتی اور اسے قبول کرنے کے لئے تیار ہوجاتی ہے۔اس وقت بے شک دنیا میں مادہ پرستی کا زور ہے اور اسکی نظریں اسلام کی خوبیوں کی طرف نہیں اُٹھ رہیں۔اس پر مستزاد یہ کہ مسلمانوں کی اپنی خستہ دینی اور اخلاقی حالت نے ان پر پردہ ڈالا ہوا ہے۔کچھ دخل اُن متعصب عیسائی مؤرخین کا بھی ہے جنہوں نے ہمیشہ اسلام کی ایک بھیانک تصویر دنیا کے سامنے رکھی۔اب اسلام کی حقیقی اور دلکش تصویر اور اس کے طبعی حسن کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کا وقت آ گیا ہے۔اور یہ کام مسیح موعودؑ کے دیوانوں کے سپرد کیا گیا ہے۔جیسا کہ حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے دوسرے جانشین یعنی حضرت مصلح موعودؓ جن کا دورِ خلافت (1914 تا1965) خدا تعالیٰ کی خاص تجلیات کا دور تھا، نے اپنے ایک معرکۃ الآرا خطاب میں جماعتِ احمدیہ کے سپرد کی جانے والی اس عظیم الشان ذمہ داری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

''اب خدا تعالیٰ کی نوبت جوش میں آئی ہے۔۔۔اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو!ایک دفعہ پھر اس نوبت کو اس زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں۔ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھردو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اُٹھیں تا کہ تمہاری دردناک آوازیں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادتِ توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آ جائے اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اس زمین پر قائم ہوجائے۔۔۔محمد رسول اللہ کا تخت آج مسیح نے چھینا ہوا ہے۔تم نے مسیح سے چھین کر پھر وہ تخت محمد رسول اللہ ؐ کو دینا ہے اور محمد رسول اللہؐ نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت دنیا میں قائم ہونی ہے۔''

(''سیر روحانی''جلد سوم صفحہ285، بحوالہ تاریخ احمدیت ، جلد ہشتم، صفحہ531-532)

تڑپ

ڈاکٹر امۃ الرحمٰن احمد غزلؔ

تیری لگن ہے اسقدر دل میں مرے خدا
ترکِ جہان کرکے میں تنہا چلا چلا

تیرے حضور لایا ہوں نذرانہ جان و دل
ہر لمحۂ حیات ہے تجھ پر فدا فدا

عرشِ بریں کو یہ نظر اٹھتی ہے ہر گھڑی
دیدارِ کل نہ دے اگر ، دے دے ذرا ذرا

جلوے کے انتظار میں گویا ہوں جاں بہ لب
جلد اس رخِ حسین سے پردہ ہٹا ہٹا

ہر شب مثالِ قَدْرْ ہو، ہر دن پُر از ثناء
ہوجاؤں تیرے پیار میں اتنا فنا فنا

مانگوں نہ تجھ سے یہ جہاں مانگوں نہ زندگی
مانگوں تیرے وصال کا گلشن ہرا ہرا

حمد و ثنا تیری غزلؔ گائے تو کس طرح
آنسو ہیں اسکی آنکھ میں ، دل ہے بھرا بھرا

شادی بیاہ سے متعلق چند ضروری ہدایات

نظارت اصلاح وارشاد (ربوہ)

ارشاد باری تعالیٰ

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ.

(المؤمنون:4)

مومن لغو کاموں سے اعراض کرتے ہیں۔

اور جب وہ خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی سے کام نہیں لیتے۔

وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ

(الاعراف:158)

اور ان کے (رسوم کے) بوجھ جو ان پر لادے ہوئے تھے اور (بدعات کے) طوق جو ان کے گلوں میں ڈالے ہوئے تھے وہ ان سے دور کرتا ہے۔

فرمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

''اتباع رسم ومتابعت ہواوہوس سے باز آجائے گا۔''

(الفاظ بیعت)

حضرت مصلح موعودؓ کا ارشاد

تحریکِ جدید کے مطالبات کا مقصد محض یہ تھا کہ جماعت اپنے حالات کے مطابق خرچ کرنے کی عادت ڈالے اور تباہی کے گڑھے میں گرنے سے محفوظ رہے۔اسی طرح امراء اور غرباء میں جو تفاوت پایا جاتا ہے وہ روز بروز کم ہوتا جائے۔

(مطالبات تحریک جدید صفحہ174)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا ارشاد

احمدی گھرانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ تمام بدرسوم کو جڑ سے اکھیڑ کر اپنے گھروں سے باہر پھینک دیں۔

آتش بازی وغیرہ

برادری میں بھاجی تقسیم کرنا اور اس کا دینا اور کھانا یہ دونوں باتیں عندالشرع حرام ہیں۔اور آتش بازی چلانا اور کنجروں اور ڈوموں کو دینا سب حرام مطلق ہے۔

(از حضرت مسیح موعودؑ)

مہر

حضرت مصلح موعودؓ نے چھ ماہ کی آمد سے ایک سال کی آمد بطور "مہر" تجویز فرمائی ہے۔

زیور اور کپڑے کا مطالبہ:

لڑکی والوں کی طرف سے زیور اور کپڑے کا مطالبہ ہونا بے حیائی ہے۔

(از حضرت مصلح موعودؓ)

سہرا

سہرے کا طریق بدعت ہے۔گھوڑا بنانے والی بات ہے۔

(از حضرت مصلح موعودؓ)

نوٹوں کے ہار

نوٹوں کے ہار گلے میں ڈالنا اور دولہا کا شہ بالا بنانا ایک لغو اور بدعت ہے۔

جہیز اور بَری کی نمائش

''جہیز کی نمائش سے بچنا چاہیئے جو کچھ دیا جاتا ہے بکسوں میں بند کر کے دیا جائے۔نہ صرف جہیز بلکہ بری کی نمائش بھی بری چیز ہے۔''

(از حضرت مصلح موعودؓ)

لڑکے والوں کی طرف سے جہیز کی خواہش اور اس کا مطالبہ نہایت قبیح حرکات ہیں۔

پیسے پھینکنا

پیسے پھینکنا، دولہا کو طلائی انگوٹھی پہنانا، دودھ کی پلائی طلب کرنا، جوتا چھپانا سب بدرسوم ہیں۔

جوڑے دینا

شادیوں کے وقت سسرال والوں کو جوڑے دینے وغیرہ سے اجتناب کرنا

چاہیئے۔ جہیز کی نمائش نہ کی جائے اور شادی کے موقع پر لڑکی کے سسرال کو جوڑے وغیرہ نہ دیئے جائیں۔

دعوت ولیمہ:

دعوت ولیمہ مسنون ہے مگر اسراف نہ ہو اور ’’ولیمہ پر دس پندرہ دوستوں کا بلا لینا کافی ہوتا ہے۔‘‘

(از حضرت مصلح موعودؓ)

پردہ:

دولہا سے بھی غیر محرم مستورات پردہ کریں اور اس سے ہنسی مذاق نہ کریں۔

(از حضرت مصلح موعودؓ)

دولہا دولہن کی تصاویر جب کہ غیر محرم مستورات پاس ہوں نہ کھینچی جائیں۔ دعوت میں ایسا انتظام ہو کہ عورتوں میں عورتیں کھانا کھلائیں نہ کہ مرد۔ تا کہ بے پردگی نہ ہو۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ شادی کی تقریب کی ویڈیو فلم تیار کرنا ایک رسم کا رنگ پکڑ رہا ہے۔ حالانکہ یہ اسراف اور بے پردگی کی حوصلہ افزائی کا موجب ہے اس لئے احمدی گھرانوں کو اس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ ہاں اگر کسی اشد مجبوری سے ایسی فلم تیار کرنا ضروری ہو تو مہمان مستورات کو فلم بنانے سے پہلے اچھی طرح متنبہ کر دیا جائے کہ وہ اپنے پردہ کا اہتمام کرلیں۔ زیادہ بہتر ہے کہ خاندان کا کوئی فرد ہی ویڈیو فلم تیار کرے۔ شادی بیاہ پر کھانا کھلانے کے سلسلہ میں حکومتی قوانین کی پوری طرح پابندی کی جائے۔

☆☆☆

بدرسوم سے بچنے سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا ایک اقتباس ہے:

’’اس وقت اللہ تعالیٰ جماعت پر اپنے جو فضل اور رحمت نازل کر رہا ہے اس کے نتیجے میں ہم پر بہت سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ پہلی ذمہ داری تو مثلاً یہی ہے کہ ہمارے دل میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کا خوف باقی نہ رہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ سوائے خدا کی باتوں کے ہم کسی کی بات ماننے کو تیار نہ ہوں۔ جس کے معنے ہیں کہ ہمارے اندر کوئی رسم و رواج نہ ہو کیونکہ تمام رسوم غیر اللہ کے خوف کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں۔ ایک ماں کہتی ہے کہ اگر میں نے اپنی بیٹی کے بیاہ پر اسراف سے کام نہ لیا اور اپنی طاقت سے زیادہ خرچ نہ کیا تو برادری میں میری ناک کٹ جائے گی۔ وہ برادری کے خوف سے قرضے لے کر خرچ کر رہی ہوتی ہے۔ اگر برادری کے بجائے اس کے دل میں خدا کا خوف ہو تو وہ کہے کہ میری برادری نے میری ناک کیا کاٹنی ہے وہ طعنے ہی دیں گے نا۔ اگر وہ چاہیں طعنے دے لیں۔ میں یہ نہیں چاہتی کہ میرا خدا میری ناک کاٹے اسلیئے میں اپنے ربّ کی بات مانوں گی اور اسکی رضا کو حاصل کرونگی لوگ جو مرضی کہہ لیں۔ غرض تمام رسوم بندوں سے ڈر کر کی جاتی ہیں۔ تمام رسوم غیر اللہ سے ڈر کر کی جاتی ہیں۔ اگر انسان کے دل میں صرف خدا کا خوف ہو جس کے نتیجہ میں انسان صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قائم ہوتا ہے تو پھر کوئی رسم بھی ہمارے اندر باقی نہیں رہتی۔‘‘

(المصابیح صفحہ 85)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ شادی کی بدرسوم سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اس بارہ میں بھی سادگی کی طرف لوٹنا ضروری ہے لیکن اچھی رُوح، یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی رُوح بھی پیشِ نظر رہے۔ نصیحت اگر ایک دفعہ اثر نہیں کرتی تو پھر کی جائے اور پھر کی جائے حتّٰی کہ ذکر کا مضمون جاری ہو جائے اور ان نفعت الذکریٰ کا نتیجہ ظاہر ہونے لگے۔‘‘

آپؒ مزید فرماتے ہیں:

’’بیہودہ گانوں کا رجحان بھی انہی قباحتوں میں سے ہے۔ ایسی بیہودہ گوئیوں کے بجائے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی نظموں کو رواج دینا اور اسی طرح دوسرے صاف ستھرے کلام کا ذوق پیدا کرنا چاہیئے۔ خوشی کے اظہار کے ایسے طریق سوچے جائیں اور بتائے جائیں جو صاف ستھرے اور پاک ہوں۔ اور مجلسِ شادی میں فرقِ نمایاں دکھائی دینے لگے۔‘‘

’’جہاں تک قباحتوں کا تعلق ہے دیہات میں وہاں کے حالات کے مطابق اور شہر میں وہاں کے حالات مطابق قباحتیں ہیں جو راہ پا رہی ہیں۔ لیکن رسمی اور سرسری طور پر نہیں بلکہ ہر قباحت کی حقیقت تک پہنچ کر اسکے استیصال کی کوشش کرنی چاہیئے۔ مثلاً مہندی کی رسم ہے۔ فِیْ ذَاتِہٖ اس میں قباحت نہیں کہ اس موقعہ پر بچی کی سہیلیاں اکٹھی ہوں اور خوشی منائیں۔ طبعی اظہار تک اس کو رکھا جائے تو اس میں حرج نہیں لیکن اگر اسکو رسم بنا لیا جائے کہ باہر سے دُولھا والے ضرور مہندی لے کر چلیں، تو ظاہر ہے کہ اس میں ضرور تصنّع پایا جاتا ہے۔ بچی کی مہندی گھر پر ہی تیار ہونی چاہیئے۔ اس کے لئے چھوٹی بارات بنانے کا رواج قباحتیں پیدا کرے گا۔ اور پھر اُس موقعہ پر اس کے لوازمات کے طور پر پُر تکلّف کھانا وغیرہ وغیرہ۔‘‘

(مجلسِ شوریٰ، 1990)